UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234667

UNIVERSAL
LIBRARY

قُل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا ادراكم به فقد لبثت فيكم عمرا من قبله

افلا تعقلون

پادری عماد الدین صاحب کی کتاب تاریخ محمدی کی وضع تالیف اور کیفیت ماخذ پر نظر دقیق

موسوم به

تعلیقات

جس مین

جناب پیغمبر کی صحت نبوت کی عقلی دلالت اور انکے محاسن اخلاق کی نسبت

اور اسناد انجیل کی تفصیلی قدح وغیرہ مفصل ثبت ہین

مصنفہ منشی چراغ علی صاحب

مطبع منشی علی اصغر صاحب مالک مخزن الاخبار لکھنؤ مین مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يسبح لله ما في السماوات وما في الارض الملك القدوس العزيز الحكيم
هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم
ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين

مینے کئی ایک کتابین جو انگلستان کے فاضلون نے جناب خاتم المرسلین و افضل النبیین کی سیرت کے بیان مین مفصل یا مختصر طور پر لکھی دیکھین اور ہر ایک کی بابت یہ کماحقہ اطلاع اور آگاہی حاصل کی ہر چند کہ بقول مانڈرس (صاحب مخزن تذکرات) جناب رسالتمآب کی سیرت کی کتابین افترآت اور مبالغون سے بھری ہوئی ہین اور انہین ان کے پیرو ون کیطرف سے بنظر اظہار فضایل - اور عیسائی مورخون کی جانب سے تحقیر او رسوائی کی غرض سے بہت جہوٹی باتین افترا ہوئی ہین [ص] (مانڈرس ٹریزری آف بیاگرافی مطبوعہ [illegible]) تاہم چند اقوال انگلستان کے علماء باانصاف وفضلاء تارکان اعتساف کے ذیل مین درج کرتا ہون - ان اقوال کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ صاف باطن حق پرست اور انصاف دوست مصنفین کی رائے اور امر حق کا ظہور اس طور پر ہوتا ہے نہ کہ پادری عماد الدین کے مانند متعصب حق کوش [illegible] دشمن کج بحث مؤلف کا طرز - جو داب حق شناسی کے خلاف ہے -

---

ص حقیقت مین کتب سیر مجموعہ غلط وصحیح ہین - کیا خوب کہا ہے زین عراقی نے

ولیعلم الطالب ان السیرا
تجمع ما قد صح وما قد انکرا

قول عمدہ متکلمین انگلستان طامس کارلیل

"محمد صلعم × × × کا تمام حوصلہ یہی تہا کہ راستبازی سے دنیا مین گذران کرین انکا شہرۂ جمیل یعنی انکی جان پہچان والون کا حسن ظن انکے حق مین کافی تہا - ابہی وہ کہولت کی سن تک نہ پہونچنے پائے تہے کہ انکی تمام خواہشین منطفی ہوگئی تہین اور جو کچھہ اس دنیا مین انکا حصہ تہا وہ یہی تہا کہ روز بروز انمین صلح و آشتی بڑہتی جاتی تہی — انکو کیا انہون نے اب طریقہ ہوسنا کی شروع کیا اور سب گذشتہ نیکنامی کو چہوڑ کے جس چیز سے متمتع نہو سکتی تہی اسکے حاصل کرنیکو دغاباز اور مزور بن گئے - حاشا مین اسکو ہرگز باور نکرونگا"

(منقول از لکچر ۲ صفحہ ۵ منطبع سنہ ۱۸۴۲ء)

تحریر سر آمد مورخین انگلستان اڈوارڈ گبن

"ہمارے مذہب مین بانی مذہب کی سیرت ﷺ اسکے تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہے نتیجہ سنت کی حدیثون مین بہت سے احق کی نصیحتین ہین اور انکے افعال بہت سی نیکی کے نمونہ ہین اور انکی ازواج و اصحاب نے اور ان کے بہت سی خلوت اور عبادت کو مانند جمیلہ محفوظ کر رکہی ہین —"

(تاریخ رومۃ الکبری باب ۵ جلد ۶)

تقریظ افضل العلماء ریورینڈ جی ایم راڈویل

"..... بلکہ دلیلون سے ثابت ہی کہ محمد صلعم کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تہے کہ اپنے ملک کے لوگون کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چہوڑا دین —"

اور یہہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش اونکی یہہ تہی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی کا جو
اونکی روح پر بدرجہ غایت مستولی ہو رہی تہی اشتہار کرین ۔ چنانچہ اسی مطلب کے
حصول کے لئے قرآنی سورتون کی تصنیف کا سامان اُنہین ناگزیر ہوا ۔ اور یہہ کہ
اونہین اس امر کا اعتقاد کامل ہو گیا تہا کہ مجہے درجہ الٰہی پہونچا ہی ۔ اور مقتضا ہے خواہش
اور بتدریج فوز مرام اس امر کا باعث ہوا کہ انہون نے اپنے آپ کو خدا کا رسول امین بادی دنیا
× × × × × تاہم محمد صلعم کی سیرت اک عجیب شئے نہ ہو اس قوۃ ادعا کا جو اشخاص مین
ہوتی ہے جسکو خدا اور قیامت پر اعتقاد کامل ہوتا ہے ۔ انہین وجوہ سے نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا
(اور وہ بہت واہم ہین) انکی ذات کریم اور سیرت صادقہ سے ہوتے ہمیشہ اونکو
اون لوگون مین تصور کیا جاویگا جنکو ایمان اور اخلاق اور اپنے ابنائے جنس کے تمام گروہ دنیا
پر ایسا اختیار حاصل ہے جو بجز کسی حقیقت مین بڑے اولوالعزم کے اور کسی کو نہین ہو سکتا
اور اُن لوگون مین آپ کو سمجہا جاویگا جنکی کوشش مین باوجود خطاؤن اور تقصیرون کے کسی بڑے
امر حق کی اشاعت کے لئے کامیاب ہونگی "

(دیباچہ ترجمہ قرآن شریف صہ ۲۳ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۱ء)

منقول از کتاب مجمع العلوم مؤلفہ ابراہام ریس

" مسلمان مؤرخون نے نبی عربی کے صفات بدنی وعقلی کے ستایش مین بہت کچہہ
لکہا ہی ۔ اور گو ہم ہر اک صفات خارق عادات کو تسلیم نہین کرتے مگر تاہم اس امر کا
اعتراف پر ضرور ہے کہ ا ونمین بہت سی قابلیتین جنمین سے بعض کا تذکرہ ابہی ہوا ہی ۔
اور اکثر کمالات اور خواص ایسے جمع تہے جنسے وہ اپنے معاصرون سے رتبہ عالی پر پہونچ گئے
اور جس امر کا اونہون نے عزم کیا تہا اوسکے لایق ہو گئے ۔

انسائکلوپیڈیا ریس جلد ۲۲ سنہ ۱۸۱۹ء

ماخوذ از مجمع العلوم چیمبرس

اسلام کا وہ حصہ جس سے اوسکے بانی کی رائے کا انکشاف ہوتا ہے نہایت کامل اور غایت درجہ مین مؤثر ہے یعنی قرآن کی نصائح ۔ یہہ نصائح کسی ایک دریا تھے سچے انکو مین مجتمع نہین ہین بلکہ اسلام کی عالیشان عمارت مین سلسلۂ الذہب کی مانند پیچا ط و ممزوج ہین ۔ نا انصافی ۔ جھوٹ ۔ غرور ۔ کینہ کشی ۔ تہمت ۔ عداوت ۔ فضول خرچی ۔ طمع ۔ حرامکاری ۔ خیانت ۔ اور نفاق کی مذمت کی گئی ہے اور اونکو قبیح اور بیہودہ بتلایا ہے = اور بمقابلہ ان کے خیرات نیکی ۔ عفت ۔ بردباری ۔ صبر و تحمل ۔ کفایت شعاری ۔ راست بازی ۔ عالی ہمتی ۔ حیا ۔ صلح پسندی ۔ حق دوستی ۔ اور ان سب پر بالاتر کل پر خدا اور انقیاد الٰہی کو عماد پرہیزگاری حقہ اور مومن صادق کے اصلی نشان قرار دئے ہین ۔

(چیمبرس انسائکلوپیڈیا جلد ۶)

مقولہ ڈاکٹر اے سپرنگر

" محمد .... تیز فہم اور نہایت متنبہ خیالی ذکی تھے صاحب ذوق و نشاط اور عالی مذاق تھے ۔ گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے مگر بہت بڑے تو شاعر تھے اور قرآن کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اسکے عمدہ فضائل ہین ۔ اُنکے خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تہا ۔ انکو نکلتی ہوئی آفتاب چمکتی ہوئی بارش اور اُگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تہا ۔ اور غرش رعد اور آواز آب و طیور کے نغمہ حمد الٰہی مین خدا ہی کی آواز سُنائی دیتی تہی ۔ اور سُنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے خرابات مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھلائی دیتے تہے "

(سیرت محمدی صد ۸۹)

ملتقط از کلام آنریبل ولیم میور

چونکہ محمد ص کو اپنی رسالت کا نہایت قوی اور مضبوط اعتقاد تھا اسلیئے انکی طرف
اس دین کی موعظہ مین بڑی قوت اور شدت ظاہر ہوتی تھی - اور چونکہ فصاحت مین
بھی آپ کو کمال تھا اور انکا کلام عربی زبان مین نہایت فصیح اور بلیغ تھا اسلیئے
انکی طلاقت زبان آوری سے روحانی حقیقتون کو عالم تصویر بنا دیا اور انکی
زندہ خیالات نے قیامت اور روز جزا اور بہشت کی نعمتون اور عذاب جہنم کے منظر
نہایت قریب تر کر کے پیش نظر کر دکھلایا —

معمولی گفتگو مین تو آپکا کلام آہستہ مفصل اور قوی تھا مگر
ہنگام وعظ انکی آنکھین سرخ اور آواز بھاری اور بلند ہو جاتی تھی اور تمام جسم آپکا
ایک ایسی حالت وجد یا جوش مین ہو جاتا تھا گویا کہ وہ لوگون کو کسی غنیم کے آنے کی
خبر دیتے ہین کہ وہ صبح سویرے یا کسی شب ہی کو اونپر آپڑیگا —

اور ہم اسکو بہت ہی تسلیم کرتے ہین کہ پہلے محمد ص کو اعتقاد تھا
یا باور کر لیا تھا کہ انکے مکاشفات خدا کی جانب سے ہوتے ہین — انکے مکہ مین
رہنے کی زمانہ مین تو یقینًا کوئی ذاتی اغراض یا نالایق اسباب اس نتیجہ کے بتلانے
مین پائی نہین جاتی — وہان پر تو وہ جیسا کہ وہ خود بھی کہتے تھے محض نذیر اور بشیر تھے
— اس قوم خدا فراموش کے حق مین واعظ تھے — اور بظاہر تو بجز اون لوگون
کی اصلاح کے اونکا اور کوئی مقصد نہ تھا — محمد ص نے گو اپنی اس ارادہ
کو صحیح ذریعون سے انجام دینے مین خطا کی ہو — مگر اسمین شبہ کرنے کی
کوئی کافی وجہ نہین کہ وہ ان ذریعون کو نیک نیتی اور دیانت داری سے عمل مین

لاتے تھے " . . . . . فقط

(کتاب لائف آف محمد صلعم جلد ۴ باب ۳۰ ۱۸۶۱ء)

ایسی تفصیلی شہادتین نقل کرنیکی اس تمہید مین گنجائش نہین اسلئے اسکو مین لنڈن کے ....کوارٹرلی ری ویو کے اک آرٹیکل معنون بہ اسلام کی چند فقرات پر ختم کرتا ہون - جس سے ممالک فرنگ کے علمائے عالی حوصلہ کی کیفیت جنہون نے اسلام کے متعلق مجلدات ضخیمہ تصنیف کیے بایں اسطرح پر تحریر ہوئی ہے کہ ادہر تو گٹیا اور کارلائل اور اوسطرف جماعت محققین جدید مثل اسپرنگر اور اماری اور نولڈیک اور میور اور دوزی نے تمام جہان پر یہہ بات اچھی طرح ثابت کی ہے کہ اسلام اک زندگی بخشنے والی چیز ہے - ہزارون مسلم جو ہردن سے مشحون ہین - اور یہہ کہ محمد صلعم کے سیرت کی نسبت جو کچھہ راے ہو اونہون نے مروت کی سنہری کتاب مین اپنی لئے جگہ حاصل کی - "

(جلد ۱۲۷ صفحہ ۲۹۷ سنہ ۱۸۶۹ عیسوی)

لکھنؤ
ماہ ستمبر سنہ ۱۸ ء

راقم
جج

تعلیقات

عماد الدین کی ...

اول ۔ تاریخ محمدی مولفہ عماد الدین جو اسوقت ہمارے زیر نظر ہے اسمین حدیث کی کتابون اور محدثون کے بیان سے اس امر کی توقع پائی جاتی تھی کہ اس کتاب کے مؤلف نے انھین کتابون پر رجوع کر کے اصول علم حدیث کے ضابطہ کے موافق احادیث کے راویون پر بحث کی ہوگی اور احادیث کا استخراج اور اقتباس انھین کتب حدیث سے کیا ہوگا ۔ اور ایسا ہونیکی صورت مین اسکے آثار پائے جاتے تھے کہ اس تاریخ مین نہایت مرتبہ کی تحقیق اور تنقید اور علم درایت کی نہایت درجہ تدقیق کی گئی ہوگی ۔ مگر العجب کہ مین نے اس تمام کتاب کو اس قسم کی تحقیقات اور تفتیشات سے معرّا اور بالکل ناقص پایا ۔

مستند سمجھنا یا یہ تصور کرنا کہ کوئی واقعہ اس وجہ سے قابل یقین ہوجاتا ہے کہ متعدد موّرخوں نے اسے لکھا ہے خلاف تحقیق ہے"

(قسیس رادول کا دیباچہ ص ۱۵) ×

۴ - فن تنقید اور تخریج روایات کے مقابلے میں مؤلف کا روضۃ الاحباب کو پیش کرنا ایسا ناکارہ مستند اور غیر مستقیم متمسک ہوگا جیسے کوئی تمام قصہ کی کتاب ہوتی ہے کیونکہ مؤلف اپنے منصب کی حیثیت سے اور اس بڑے بھاری اور امر عظیم کی ذمہ داری کی وجہ سے اپنی سند کو روضۃ الاحباب تک نشان دیدینے سے بری الذمہ نہین ہوسکتا - بلکہ ہنوز مطالبہ تصحیح سند اسکے ذمہ قائم رہے گا کیونکہ جمیع مرویات کبھی مسلم نہین ہوسکتین جب تک کہ وہ اپنے سلسلہ اسناد کے لحاظ سے

روضۃ الاحباب غیر مستند ہے

× انریبل ولیم میور صاحب (تاریخ محمدی ج ۱ ص ۱۰۴) فرماتے ہین کہ "یہ قول ان تاخر تصنیفون کے اجزا سے متعلق نہین ہے جنمین قدماے مصنفین کے الفاظ منقول ہین مثلاً ابن حجر (مات ۸۵۲ ھ) کی تصنیف اصابہ فی تمیز الصحابہ مین اسی قسم کے اقوال ایسے قدیم ارباب تذکرہ سے منقول ہین مثلاً ابن عقبہ - اور ابن معشر اور ابن کلبی وغیرہ - اور یہ بہت ہی مفید ہین"

اصطلاحی صحت اور شہرت وغیرہ کے جہت سے قطعی الصدور ہونے
اور افادہ علم کردینے اور یقینی مان لینے کے مرتبہ تک پہونچ جاوین
اور جب ایسا ہوگا تو ان اخبار و روایات پر اس حیثیت سے
صحیح اور قطعی ہونیکا گمان یا یقین کیا جاویگا کہ وہ اپنی اسناد کی
راہ سے ایسی ثابت ہوئین نہ کہ روضۃ الاحباب مین منقول ہونیکی
جہت سے۔ دین مسیحی کے عمدہ قسیس جنکو اسلام کے علوم مین
کچھہ مس اور انتک دسترس ہی مثلاً افضل العلما راڈویل صاحب
ایسے مقام کی نسبت اصول فن حدیث اور علم روایت کے موافق
کیا خوب لکھتے ہین (ترجمہ قرآن کی تمہید ص ۱۲) "وہ روایتین کبھی
علی العموم معتبر نہین ہوسکتین جب تک کہ کسی اصل عام تک انکی
سیاقت نہو اور شہود عدول کے وسائط سے ہم تک آئے
ہون اور بیانات قرآنی کے موافق نہون۔ مگر ہمیشہ ایسے آیات
قرآنی سے جو باعث ترویج روایات ہوئے ہون چنانچہ ایسا
اکثر ہوتا ہی قطع نظر کی جاوے۔"

تنبیہ [illegible]

[illegible]

۵ — اس تاریخ کے مؤلف نے باوجودیکہ سیرت محمدیہ

ہوس بطلان امر محمدی مین ہر ایک ناکارہ مستند اور ضعیف اور
اوہن مستمسک کو مایۂ افحام و الزام تصور کرکے اوسے مبنائے
مطاعن و اعتراضات بنایا۔ مگر متاخر مصنفون نے کثرت وضوع
ف سے ان لوگون کی سلیط اللسان اور حد سے زیادہ بڑہ جانیوالی
بدزبان ہونیکا اقرار و اعتراف کیا ہی فضل العلما قیس ج-م
راڈویل نے (جنھون نے بڑی سرگرمی اور سعی موفور سے قرآن مجید کا
ترجمہ بترتیب نزول سور کیا ہی) دیباچہ مین) لکھا ہی کہ تاریخی ماخذ
یقینیہ سے جتنی زیادہ بصیرت محمدؐ کی صفات حقیقی مین ہی ہم حاصل
کرتے ہین اسیقدر ہم کم وجہ پاتے ہین ان سخت اور ملامت آمیز کلمات
کے جائز رکھنے کی جنسے مراکشی اور پریڈیاکس اور اور زمانۂ حال
کے لوگون نے تکلم کیا ہی جنمین سے ایک نے بوزنطیہ محمدؐ مین عدد
بہیمہ (مکاشفات ۱۳) مستخرج کیا ہی۔

بعض عیسائی ادعیون کی زبان درازی *

* ص ۱۳

۴۔ اس تاریخ کے مؤلف کو نقل اخبار و حکایات مین بالتخصیص ان
روایات کی نسبت جو اسکے منشار طعن اور مورد اعتراض ہین ایک ہر
روایت کے اسناد پر بالانفراد نظر کرنی چاہیے تھی اور اسمین

فن حدیث کی بعض باتین *

کتب رجال کے موافق رواۃ کی جرح و تعدیل اور تساوی طبقات
و اتصال وغیرہ ضوابط فن درایۃ کے طور پر گفتگو کرنا اور اخبار کے
تواتر یا کثرت اور شہرت اور وحدت پر خیال رکھنا ضرور تھا۔
کیونکہ نہ تو ہر ایک روایت ایک ہی سلسلہ اسناد سے مروی ہے
اور نہ ہر ایک راوی معدل و مزکی ہے اور نہ افادۂ علم اور حصول
یقین اور قطعیت واقع مین سب خبرین علی التسویہ مفید و موید ہین
اور جب اصول مآخذ اور اصل و اماتین جنسے واقعات تاریخی کا
استنباط اور استخراج ہو سکتا ہے موجود ہون تو اس قانون کے
موافق جو اس فن کے زبردست جاننے والون نے ان واتیون
کے پرکھنے اور جانچنے کے لیے مقرر کیے ہین انکی تنقید اور تحقیق
کرنی چاہیے۔ مؤلف نے روضۃ الاحباب یا مدارج النبوت کو
اپنا مستند و متمسک اور قوی سند سمجھ لیا ہے حالانکہ ماہرین فن
کے نزدیک اسکا یہ تمسک ایسے مقام پر خلاف تحقیق ہوگا۔
اس مقام پر ہمکو ڈاکٹر اسپرنگر کا قول کہ وہ بھی سیرت محمدیہ کا
اک مشہور مورخ ہے یاد آتا ہے کہ وہ متاخر مورخون کو مثلاً ابوالفدا کو

مؤلف کا ابتدا مین ایسا زور و شور اور درازنفسی جو اسکی بلند پروازی اور ادعاے تحقیق کی خبر دیتا تھا محض فریب اور تلبیس معلوم ہوا اور محدثون کی فہرست اور اقسام حدیث کی تقسیم محض زیبایش تمہید اور آرایش تسوید کے لیے تھی اور اپنی جھوٹی علمیت اور غلط وقفیت کا اظہار کرنا تھا ۔ تمام تاریخ مین نہ ان محدثون کی مرویات پر حوالہ ہے نہ انسے کہین استدلال ہی اور نہ کہین روایتون کو اقسام حدیث مین سے کسی قسم سے منسوب کیا ہی اور نہ انکے راویون کے سلسلے اور انکی جرح اور تعدیل پر گفتگو کی ہے ۔ پس ایسی غیر مفید تمہید اور ناکارآمد بیان کی تقدیم سے کیا فائدہ ۔

۲ ــــ مؤلف نے جس ژرف نگاہی سے علم حدیث پر نظر ڈالنا مناسب سمجھا تھا تو کیا اسنے اسکی مناسبت کی رعایت کی ۔ کیا اسنے اپنے آخذ اور مستندات کو فن حدیث کے ضوابط اور قواعد کے موافق تحقیق اور تنقید کیا ۔ نہین ہرگز نہین ۔ اسکی تو تمام کتاب کا موضوع اور منشا یہی ہی کہ وہ اپنی بدگمانیان اور مطاعن اور تشنیعات اور جھوٹے اعتراضات اور محض باطل شبہات اکثر مضامین اور روایات

بے معنی ہے کج

پیش کرتا ہی - پس کیا مورخ کا یہی منصب اور تاریخ نویسی کا یہی ہنر ہی جیسے - ع - د - نے اس تاریخ مین بے راہ روی اور ناجائز بے قیدی اختیار کی ہی - ایک عرصۂ غیر بعید گذرا کہ مین نے ایسی ہی ادعای تاریخ نویسون کی نسبت لکھا تھا کہ (۱) جبکہ فن حدیث اس بحث مین اصل اصیل اور مآخذ جلیل قرار پایا تو ضرور ہی کہ جو لوگ اسلام کے مقابلے مین کسی روایت سے استدلال کرین تو فن درایۃ کے اصول اور قواعد کے موافق اسمین گفتگو کرین ہم دیکھتے ہین کہ جن طاعنین ملت اسلامیہ کی کتابین ہمتک پہونچین یا جن مخالفین کے اقوال ہمتک منقول ہوئے ان سب کا منشار (بلا مبالغہ) ان طاعنین کی عدم اطلاع اور قلت معلومات ہی - فن حدیث جو بڑا عظیم الشان اور وسیع مبحث ہی ان لوگونکو اسکے ادنی مرتبہ پر بھی اطلاع نہین ہی جبکہ انکی اطلاع کے فقدان کی یہ کیفیت ہو تو قیاس کر لیجیے کہ انکے استدلال کی کیا صورت ہوگی ایسی حالت فقدان معلومات مین (کہ متکلمین کے لیے اس حالت شدید الاصابت سے زیادہ کوئی آفت نہوگی) ان لوگون سے بشدت حرص اور اشتداد

(۱) سیرۃ النعمان [illegible] *

لکھنے کا قصد کیا ہی طبقات محدثین اور ذکر کتب احادیث مین ارباب سیرت اور مورخین اسلامیہ کا عموگر نہین کیا حالانکہ جن لوگون نے خاصتہً سیرت نبیؐ مین تذکرات و سیر لکھے ہین انکا ذکر ضرور تھا نہ کہ ان محدثین کی اسامی کا شمار جنھون نے عموماً یا فقہ کے طور پر احادیث کی ترتیب یا تبویب کی ہی - علاوہ ازین جن محدثون کا ذکر ۱۱-۱۴ صفحہ تک کیا ہی انپر بھی توکہین حوالہ یا رجوع نہین کیا اب ہم ارباب سیر کی مختصر کیفیت کشیش راڈویل صاحب کی عبارت جامع و موجز سے ترجمہ کرتے ہین کہ ”پہلا مورخ سیرت محمدؐیہ کا جسکا ہمکو علم ہے زہری ہی جسنے ۱۲۴ھ مین وفات پائی مگر اسکی تالیف کو بعد کے مولفون نے اس سے بکثرت نقل کیا ہی اب موجود نہین اسکے اکثر اخبار عروہ سے (جو ۹۴ھ مین مرگیا اور عائشہ رضؓ زوجہ محبوبہ نبی کا قرابتمند تھا) ماخوذ ہین - ابن اسحاق سنے جسنے زہری سے سماع حاصل کیا تھا اور ۱۵۱ھ مین فوت ہوا خلیفۃ المنصور کے لیے اک سیرت محمدؐیہ لکھی اس کتاب پر جسکی باقیات ہمتک بکثرت چلی آئی ہین ابن ہشام سنے تاریخ محمدؐیہ کی بنا ڈالی

واقدی المدنی (مات سنہ ۲۰۷ھ) نے اک تاریخ محمدی لکھی جو تلخیص کی صورت مین اسکے کاتب کے ذریعہ سے ہمتک پہونچی ہمین بالکل روایتین ہین - طبری نے جو عرب کا لوی ہی (گبین کی تاریخ ۵۱ حاشیہ) اور بغداد مین (سنہ ۳۱۰ھ) مرگیا سیرت محمدی اور حالات ترقی و شیوع اسلام مین اک کتاب لکھی - یہی قدماء مورخین اصول ماخذ ہین جنسے سیرت محمدیہ کے اخبار صحیحہ مستخرج ہو سکتے ہین" انتہی ×

ان روایتین [illegible] سیرت [illegible]

ان کتابون کی مرویات سے بھی اسی ضابطہ تنقید روایات کے تابع ہین اور خبرون کے معتبر اور غیر معتبر ہونیکے قاعدے کے پابند اور اہل حفظ و ایقان اور ارباب ہذہ الشان کی تصحیح اور تمیز کے محتاج

× سر ولیم میور صاحب ارقام فرماتے ہین کہ "آنحضرت کی زندگی کی تین کتابین ہشامی - واقدی - طبری - ایسی ہین کہ جو شخص دانشمندی سے آنحضرت کے واقعات لکھیگا تو اپنی تحریر کے لیے انہین کتابون کو سند گردانیگا" مگر صاحب ممدوح نے اس بات کو بیان نہین فرمایا کہ ان کتابون مین کسقدر ایسی روایتین ہین جنسے آنحضرت کو کچھ بھی علاقہ نہین ہی اور کسقدر ایسی ہین جنکے راویون کی خصلت نہ کسی مذہبی مسئلہ کے سبب سے بلکہ اخلاقی نقصان کے سبب مشتبہ اور انکی راست بیانی مشکوک یا معلوم ہے اور کسقدر ایسے ہین جنکے بیان کرنیوالے بالکل نامعلوم شخص ہین اور کسقدر ایسے ہین جنکی تحقیق یا تصدیق نہین ہوئی ۔ خطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ کا دیباچہ [illegible]

کیونکہ یہ سب متواتر اور بکثرت مشہور اور مسلّم تر خبرین نہین ہین کہ بمجرد شہرت و اجتماع شروط و ارتفاع موانع یقینی ہو جائین بلکہ اکثر احاد مین جو اپنی ذات سے بھی اور اختلافات کے لحاظ سے بھی قطعی الصدور اور مفید علم نہین ہین۔

٦۔ اقسام حدیث کے بیان مین باہنمہ دعوی جامعیت (ص ۴۲) نہ توان خبرون کی وقعت اور اعتبار کا بیان کیا کہ قطعیت صدور اور افادۂ علم مین یہ خبرین کس مرتبہ پر ہین اور نہ اپنی کتاب کے رویونکو ان اقسام پر تقسیم یا انسے منسوب کیا۔ حالانکہ اخبار کے صیغہ مین یہ امر نہایت اہم اور اعظم ہے جسکی فروگذاشت مخاطب مؤلف تاریخ کی قلت معلومات اور فقدان اطلاع پر دال ہے۔

اقسام حدیث کے بیان مین انکی قطعیت

٧۔ جناب رسول خدا کے مجازی احوال اور خلوت و جلوت کے حالات و دیگر اقوال و افعال اور عموماً سوانح عمر اور سرگذشت کا علم حاصل کرنے کے لیے دو مآخذ جلیل موجود ہین۔

دو مآخذ سیرت محمدی کے

اول مآخذ۔ وہ کتاب کریم اور ذکر حکیم جو زمان نبوت مین لکھا گیا اور جسکے حالات کی وہ خبر دیتا ہے اسکی ہمعصر تحریر ہے کہ اس ہی زمانہ سے

اسی زمانہ کی تحریر ہے جو بیشک اسی قابل ہے

ہے

ابتک نہایت کثرت اور شہرت اور تواتر سے مروج اور مشہور اور منتشر ہوتا آیا۔ یہ دونو امر عایت مرتبہ مین قطعی اور یقینی ہونیکی وجہ سے منجملۂ اجلائی بدیہیات مین کہ جنکے ثبوت مین دلیلین اور سندین نقل کرنا غیر ضروری ہے صرف ایک محقق معاصر کا قول جسکی نظر دقیق اور تحقیق انیق کو محققین سابق و لاحق کا خلاصہ اور مجموعہ سمجھنا چاہیے اسکی شہادت مین لکھا جاتا ہی۔ انریبل سر ولیم میور لکھتے ہین کہ (تاریخ محمدی جلد اول کا مقدمہ) اسلام کی ابتدا اور اسکے بانی کے مجاری احوال کی تمامی تحقیقات مین قرآن انکا مبنیٰ اور عیار ہی۔ پس ہمارے پاس خود محمدؐ کے کلمات کا ذخیرہ موجود ہے جو انکی زمان حیات مین لکھا گیا اور جو اونکے تمام مجاری احوال پر محیط ہی اور انکے مذہبی تصورات اور جلوت اور خلوت کے افعال اور عادات بیان کرتا ہی۔ انکے اس مقرر کیے ہوئے عیار سے انکی سیرت اور افعال کی نسبت ہم اچھی طرح رائے قائم کر سکتے ہین کیونکہ ضرور ہی کہ اسمین یا تو انکے واقعی حالات کا یا جو کچھ متخیل ہونیکے وہ مستوجب ہین بیان ہو وسے اور محمدؐ کے صفات و عادات کا

قرآن ایسا سچا آئینہ ہی کہ قدماے مسلمین مین یہ قول کہ خلقہ قرآن سے مثل سائر ہو گیا تھا۔ عائشہ سے (جیسا کہ اور ہی ازواج نبی سے حضرت نبوی کے عادات وصفات کی نسبت بھی اکثر پوچھا جاتا تھا) کسینے پوچھا تو جواب مین عائشہ رض نے کہا کہ کیا تیری میری ایسی قوم آن نہین اور کیا تو عرب یا عربی خوان نہین اسنے کہا بے شک مین ہون تو اوس سے کہا تو پھر تو مجھسے کیون پوچھتا ہی کیونکہ نبی کے عادات و صفات تو قرآن ہی ہی فقط فی تحقیقت سیرت محمد صلعم کا قرآن مبنی ہی فقط اور ایک جگہ اور کہتے ہین کہ " نہایت قوی قیاس سے ہم کہتے ہین کہ ہر ایک آیت قرآن کی محمد صلعم کے غیر محرف اور صحیح الفاظ مین ہی اور لا اقل ہم اسکے نتیجہ مین دوان ہمیر کے قول کے بہت ہی قریب پہونچتے ہین کہ ہم قرآن کو محمد صلعم کا کلام ایسا ہی یقینی جانتے ہین جیسا کہ مسلمان اسکو کلام الہی سمجھتے ہین " فقط اور پھر ایک جگہ قرآن کی نسبت یہ بھی لکھا ہی کہ " غالباً جہان مین کوئی اور ایسی کتاب نہو گی

سے ۵" کاتب الواقدی ص ۱/۲ ۷۰ کاتب الواقدی نے مختلف اسناد سے کئی مرتبہ اس روایت کو انھین الفاظ سے بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قول مثل سائر ہو گیا تھا " انتہی حاشیہ صفحہ ۳ تاریخ میور

مستند ابن حبان ... میں صحیح

یہی صحت سے ... سے جو ... کی جہان میں نہین یہ

جو بارہ سو برس تک ایسی خالص رہی ہو ۔

ماخذ احادیث

دوسرا ماخذ ۔ وہ روایتین ہین جو اکثر تو بنظر ضبط منتشرات اور جمع اخبار واردہ فی الباب جمع کی گئین اور انسے اس ضابطہ عقلیہ کی روسے جو ماجرا ہاے محسوسہ کے وقائع گذشتہ کے دریافت کے لیے ضرور ہے جناب رسول خداؐ کے جاری احوال اور طریق عمل اور کردار اور خلوت و جلوت کے حالات بہت سے صحیح اور متصل سندون سے قدر مشترک متعدبہ ثابت اور یقینی ہین ۔ ہر چند کہ ان روایتون کے عموماً قلمبند ہونیکا زمانہ تو عمر ثانی (سنہ ۱۰۱ھ) کا عہد خلافت ہے × مگر اسکا انکار نہین ہو سکتا کہ کتاب احادیث اور تحریر سیرت رسولؐ کا دستور اس سے بھی اوسا قدم ہے بلکہ رسول خدا کے زمانے مین بھی شیون عمدہ کی تحریر کا رواج فی الجملہ پایا جاتا ہے مگر یہ بات قطعی نہین ہے کیونکہ آب وہ تحریرین جو جناب رسول خدا کے زمانہ مین یا متصل اسی زمانہ کے لکھی گئین موجود نہین ہین الا یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ روایتین

× میور صاحب کی تاریخ محمدی جلد اول کا مقدمہ ۱۲

بظن غالب کسی اصلی تحریر سے منقول اور مروی ہوئے ہین اور
لفظ حدثنا اور اخبرنا جو محدثین اور رواۃ مین بیان سماع اور
اخبار کے اصطلاحی لکھے ہین وہ کچھ زبانی ہی خبر کے واسطے نہین ہین
بلکہ کتاب اور تحریری نقل کو اسی لفظ سے روایت کرنیکا دستور
جیسا متاخرین مین ہوا متقدمین بھی غالباً ہوگا (دیکھو تاریخ محمدی
مولفہٗ انریبل ولیم میور ح اص للویت حاشیہ) علاوہ ازین زمان
نبوت مین ایک اور قسم کی کتابتون اور تحریرون کی اطلاع بھی
پائی جاتی ہی اور وہ یا بجنسہ یا بذریعہ نقل یا نقل النقل عرصہ بعید تک
محفوظ رہین اور یہ بھی خاص اسوجہ سے کہ زمانہ نبوت کی تحریرین ہین
تاریخی واقعات کے لیے کار آمد اور مفید ہین یعنی وہ مکاتبہ اور صلحنامہ
اور معاہدہ جو ہجرت کے بعد جناب رسولؐ خدا کے حضور لکھے گئے
اور یہود یون مسیحیون اور عبدۃ الاوثان اور مسلمانون مین
عہد و پیمان ہوئے چنانچہ سیرت واقدی مین ایسے کی اک تحریرین
منقول ہین اور انکو وہ مورخ (دوسری صدی کے اخیر یا تیسری کے اوائل مین)
اصل نوشتون سے نقل کرتا یا چشم دید گواہون کے بیان سے انکا

نشان رسالت کی
تحریرین *

نقل

مضمون لکھا بیان کرتا ہی - اور ڈاکٹر اسپرنگر کہتا ہی کہ (ص ۶۳)
"ہارون الرشید (۷۰ - ۱۹۳ھ) کے زمانہ مین وہ نوشتے قائم تھے
اور جمع کیے گئے" اور اسوجہ سے کہ وہ اکثر چمڑے پر لکھے جاتے تھے
اور نیز اسوجہ سے کہ اہل معاہدہ نے انکو اپنے حق مین مفید سمجھ کے بڑی
احتیاط سے محفوظ رکھا ہوگا اور اہل اسلام نے بھی انکو جاری رکھا
قابل یقین معلوم ہوتے ہین - انریبل ولیم میور صاحب جلد اول کے
مقدمہ مین لکھتے ہین کہ "انکے علاوہ اور بھی صلحنامے اور خطوط
بتعداد کثیر ہین جو رؤسا و قبائل عرب کے نام لکھے گئے اور اگرچہ
تاریخی کتابون مین صاف صاف مندرج ہین اور بظن غالب اکثر
یہ تحریرین اصل کی نقل یا نقل النقل تھین اور وہ گو کہ شاید اصل سے
کئی درجہ منتقل ہو آئین ہنوز صحیح الاصل معلوم ہوتی ہین - ایمین
جعل بھی ہوا ہو مگر تعجب یہ ہی کہ انکی قدر کے لحاظ سے ایسی جعلی تحریرین
بہت زیادہ نہین ہین اور انکی تعداد محدود کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی
کہ اسلام کے زمانہ قدیم مین ایسی تاثیر تحریری کو جعلی بنا کر کامیابی کا
موقع مشکل سے ملتا تھا"

بحکم صحت سند عالیہ

تحقیق سر ولیم میور صدق نیت و امانت محدثین

۸ — مشاہیر محدثین اور جامعین روایات کی صدق نیت
اور امانت اور دیانت اور رفع شبہ اختلاق اور وضع کے لیے
اک سیحی محقق کی کیفیت اور نتیجہ تحقیق اسکی مشہور کتاب سے کہ اسکا موضوع
بھی سیرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء ہی ذیل مین لکھتا ہون جس سے
عماد الدین کے شبہات واہیہ جو جامعین حدیث اور راویون کی نسبت
مین مردود اور باطل ہو جاتے ہین - عیسوی مذہب کی بڑی سرگرمی
حمایت کرنیوالون مین سے سر ولیم میور (جنھون نے جناب رسول خدا
کی سیرت مین ایک تاریخ لکھی جو اس فن کی اور تالیفات سے
زیادہ تر مشہور و متداول و مرجع افاضل ہی) پہلی جلد کے مقدمہ مین
لکھتے ہین کہ "اسمین شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہین کہ محدثین اپنے
کام مین راست باز اور دیانت دار تھے - یہ بھی اچھی طرح قبول
کیا جائے کہ جو روایتین اسوقت رائج تھین انھون نے نیک نیتی
سے انھین تلاش کیا اور جن اسناد پر وہ قائم تھین انمین
بڑی احتیاط سے تحقیق کی اور بڑی احتیاط کی صحت سے
انھین قلمبند کیا × × × × × × × اونکے جمع کرنیوالون کے

تصدیق راستبازی و دیانت داری محدثین

سبق ظن سے نے تو بے شک کے روایت کے سلسلہ اسناد کے قبول یا رد
کرنے مین اثر کیا ہوگا مگر ایسے گمان کی کوئی وجہ نہین کہ انھون نے
خود روایتون مین کسی طرح دست اندازی کی ہو - مثلاً ایک شیعی المذہب
محدث ایسی روایت کو جو بنی امیہ کے سلسلہ سے عائشہ رض سے مروی ہو
ترک کردیگا اور انہون کا ہرا خواہ ہر ایک سلسلہ روایت کو جسمین وہ
خاندان علی کا کوئی خفیہ دوست پاویگا ترک کردیگا - لیکن بظن غالب
نہ یہ نہ وہ کسی روایت مین جسکے سلسلہ اسناد کو بلا تعرض یعنی تسلیم کریگا
الحاق یا اضلاق کسی مضمون یا محمول کا ہو نہ کریگا - ان جامعین کی
دیانت داری انکی کتابون کے طرز تحریر اور مضمون سے ثابت ہوئی ہے
ایک کامل سلسلہ اسناد کا جسکے واسطے سے ہر ایک روایت کے ہر ایک
طبقہ مین اصحاب رسول مین سے کسی شخص تک سباقت ہوتی ہے
ہمیشہ روایت کے قبل لگا رہتا ہے - اور جو نام اس سلسلہ کے
لااقل آخری گواہ بھی بیان کرتے ہین انکی صحت تسلیم کرنی ہمین ضرور
ہے - یہ نام محض بناوٹ کے نہ تھے بلکہ واقعی اشخاص کے نام تھے
اور بہت سے انمین سے ارباب شہرت تھے - مجموعہ روایات عموماً

یعنی مصنفین نے
کسی شہادت اور
ثقاہت *

کہ ان راویوں سے کم
یعنی صحیح *

مشتہر ہوتے تھے - اور ایسی اسناد مین اختلاف کرنے سے جاتین
کے اعتبار مین نقصان آیا تھا + اور محدث عموماً دار العلم حدیث کا
مرکز ہوتا تھا اور عامہ ناس اسکی اسناد پر تنقید کرتے تھے - بس جہانتک
اس قسم کی تنقید کو اعتبار ہو سکتا ہی اسیقدر اعتبار یہان بھی فوراً
تسلیم ہو سکتا ہے - پھر جس سادگی سے نہایت ہی متخالف روایتین
قبول کی گئین اور برابر لگائی گئین یہ باتین ان محدثون کی راست بازی
کی ضامن ہین - جو کچھ جمع ہو سکا وہ سب محتاط سادگی سے انبار
کیا گیا - ہر ایک روایت کو خواہ محض تکرار ہی ہو یا وہ ایک وزن
اگلی روایتون کے صریح خلاف ہو یعنی اسناد مخصوص بلا اعتراض لکھ لیا
اور ان شدید غیر محتمل الوقوع امر اور محض افسانہ بلکہ صریحی اختلافات کا
بھی کچھ اعتداد نہین کیا - پس اس سے اور کچھ نہین تو صدق نیت تو
لامحال ظاہر ہے - ایسا نہوتا تو روایات مختلفہ کے رفع کرنے یا تطبیق
دینے مین تکلیف گوارا کرتے اور اسقدر روایتین جنین یا تو ادہر یا ادہر

+ بلکہ سلسلہ روایت مین سے کسی راوی کے نام کو ترک کرنا یا بدل دینا بھی مرادی کے
اعتبار کو کھو دیتا تھا اور اسکو تدلیس کہتے تھے - دیکھو ایشیاٹک جنرل ۱۸۵۶ء مین
اسپرنگر کے واقدی پر دوسری تعلیق " حاشیہ منہیہ

جمع کرنے والے کی راے اور سبق ظن کو دخل ہوا تھا ہمکو معتبر نظر آئیں
اگر ہم انکی نیت تصور کرین تو ساتھ ہی یہ بھی تصور کرین کہ مخالف
روایتون کو اونھون نے بلا تعصب قبول کر لیا ہے"

۹- ہر چند کہ شہادت منقولہ بالا سے شہادت معترض کا
اچھی طرح سے قلع وقمع ہوتا ہے مگر ہم اور طرح سے بھی اسی قمع کرتے ہین کہ
(۱) ایسے شبہہ کا احتمال اخبار متکاثرہ و متواترہ وآثار متظافرہ
متوافرہ مین جنکے یقینی اور واقعی ہونیکا علم تو ایک امر ضروری اور
بدیہی ہے محتمل نہین ہو سکتا ایسی کثرت اور شہرت کے اخبار سے بظن
غالب اصلی واقع کی صحت اور اصلیت مین کچھ شک وشبہ باقی نہین رہتا
اور ظاہر ہے کہ حالات ماضیہ اور واقعات گذشتہ اور دور دراز کے
شہرون اور لڑائیون اور ممالک بعیدہ کے بادشاہون اور اونامور
لوگون کے حالات معلوم کرنیکا طریقہ اسی سلسلہ تواتر اور شہرت اخبار پر
موقوف ہے - یعنی ایک جماعت کثیر اور جم غفیر کسی ایسے واقع کی
خبر دیوین جو انکے مشاہدے اور حاسہ سے متعلق ہو (امور ذہنی
اور اعتقادی جو محسوسات سے خارج ہون نہون) اور ان لوگون کا

ایسی کثرت و شہرت سے اس خبر کے جھوٹ بنا لینے پر اتفاق اور اجتماع عقل کے اعتبار سے غیر ممکن ہو تو ایسی خبرین ضرور ہے کہ مطابق واقع ہون (۲) متواتر خبرون کے علاوہ اخبار احاد سے بھی (جو حسب شبہہ معترض فرداً فرداً کیفیت واقع کی صحت و اصلیت ثابت کرنے مین قطعی اور یقینی نہین) بہت مجموعی قدر مشترک متواتر نکلتا ہے گو اسکی افراد اور تفاصیل بہ احاد ہونے کی وجہ سے احتمال شبہہ جعل و اختلاق ہے۔ افضل الفضلا و قسیس معظم راڈویل صاحب نے اس کلیہ کی تصریح اسطرح پہ کی ہے (سورۂ مدثر ترجمۂ قرآن م) "کہ اسلامی روایتین اپنی تفاصیل مین کیسی ہی واہیات ہون مگر یہ بات پائی جاتی ہے کہ جہان قدما اور جمہور کا تواطو پایا جاوے تو وہ واقعات اور تاریخی حقیقتین بقدر مشترک پائی جاوین گی۔ مگر اسمین شک نہین کہ روایتون کی تفاصیل اکثر تو اس قصد پر مبنی ہوتی ہین کہ قرآن کے متعلق مقامات کی توضیح کے حاوی اور یہ متاخر زمانہ کے اختراع ہین" پس حقیقی واقعات اور درایت کے حالات مین تو متعدد اخبار احاد صحیحہ سے قدر مشترک قطعی ثابت ہوگا (۳) قدر مشترک متواتر سے

قطع نظر کرکے ہم کہتے ہین کہ سلسلہ اسناد کو وضع کر لینے اور جھوٹ
بنا لینے کا شبہ تعدد طرق سے بھی باطل ہوتا ہے یعنی مختلف اسناد
اور متفرق آخذ سے جدا جدا محدثون نے جو روایت ایک ہی الفاظ
سے یا متحد المعنی نقل کی - جسکے بیچ کے وسایط دوسری سند کے
اسناد سے بے نیاز اور غیر متعلق بلکہ جدا جدا مکان اور زمان کے
رہنے والے ہون - تو ہمین یہ شبہ نہوگا کہ راویون کے نام جھوٹ
بنا لیگئے - انربیل سر ولیم میور کی تحقیق بھی انکو اسی نتیجہ پر لاتی ہے کہ
ایسی متفرق روایتین جنکا جدا جدا آخذ ہوا ہین (کلی یا جزئی اتفاق
یعنی جدا گانہ روایتون مین جو من حیث الاسناد ایک دوسرے سے
غیر متعلق اور بے نیاز ہون) موافقت پائی جانے انکی صداقت
کی دلیل ہے گو وہ ایسی روایتون مین تقلیل کرتے ہون مگر
یہان پر قلت و کثرت اخبار پر بحث نہین ہے (۴) بالآخر ہم یہ
کہین گے کہ ایسا شبہ صرف اک خبر واحد پر ہوسکتا ہے اور یہ خبر
واحد ضابطہ فن درایت مین قطعی الصدور نہین ہوتے اور جس واقع
کی خبر ہی اسپر یقین نہین دلاتے پس معترض کا یہ و تیرہ باطل اور لاطائل ہے

خبر واحد قطعی الصدور نہین ہے

۱۰ — ۱۳ والدین سے ۱۷ — ۲۵ تک احادیث کے مضمون کو
جو معجزات کی نسبت ہے بڑا اعتبار ٹھیرتا ہے مگر جس قاعدہ استماع
اخبار اور ضابطۂ ثبوت سمعیات سے معجزات کا ثبوت ہو سکتا ہے
اس سے بحث نہین کی کیونکہ عقلا جو قاعدہ ثبوت سمعیات کا مقرر
ہے کہ ہمعصر اشخاص اور چشم دید گواہ جنھون نے واقعات کو خود مشاہدہ
کیا اور اپنی آنکھون سے دیکھا جنکی تعداد بھی کثیر ہو اور انکے اخلاق و
عادات اور قوای عقلیہ کی کیفیت بھی مشہور اور معلوم ہو انہنے زمانہ
مین بہت سے لوگون سے اپنا مشاہدہ اور ادراک بیان کیا اور
انھون نے اورون سے اور یہ سب وسایط و روایات اپنی واقفیت
مین بھی ویسی ہی ہون اور ہر طبقہ مین کثرت اور شہرت سے روایت
کرتے آتے ہون حتی کہ مشاہیر محدثین کی مسانید و مجامیع مین قلمبند
ہونے تک ایسے ایسے متعدد سلسلے باسناد متصل ایسے راویون کے
ذریعہ سے جنکے مجاری احوال سے انکا شائستہ و مہذب نیک وضع
و صادق القول اور صحیح العقل ہونا بھی متحقق ہو بکثرت مروی ہوئے ہون
تو ایسی خبرون پر اعتبار اور یقین قریب قریب ہو جاتا ہے —

[illegible]

چنانچہ منجملہ معجزات محمدیہ غایت درجہ شہرت اور تواتر کے وہ ہوئے
جو شاہدین ماجرا کے دست و قلم اور ہمعصر لوگون کے ہاتھہ سے نکلکے
اور وہ نوشتے اسی زمانہ سے اکناف عالم و آفاق مین مشہور و منتشر
ہوتے گئے یعنی جن معجزات کا ذکر اور حوالہ اور اجمالی بیان قرآن شریف
و مصحف عظیم مین ہے ❊ اور پھر وہ ہین جو مدرکین اور مشاہدین
ماجرا کی روایت سے بقدر مشترک متواتر خاص خاص معجزون مین
تواتر کے قریب ہین اور پھر وہ اخبار مین جو اپنی تفاصیل مین احادیث مین
متواترات کے مجموعہ پر نظر کرنے سے ظہور معجزات جنکی اجمالی تصدیق صاحب معجزات کی

[illegible]

(۱) واذا راوا آیۃ یستسخرون وقالوا ان ہذا الا سحر مبین (صافات) (۲) وما تاتیہم من آیۃ من آیات ربہم الا کانوا عنہا معرضین (یس)
(۳) وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (قمر) (۴) فلما جاءہم بالبینات قالوا ہذا سحر مبین (صف)
(۵) قد بینا الآیات لقوم یوقنون (بقر) (۶) ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بہا
الا الفاسقون (بقر) (۷) کیف یہدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانہم وشہدوا
ان الرسول حق وجاءہم البینات (آل عمران) (۸) واذا جاءتہم آیۃ قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ (انعام)
(۹) قال الکافرون ان ہذا لساحر مبین (یونس) (۱۰) وقال الکافرون ہذا ساحر کذاب (ص)
(۱۱) ہو الذی ینزل علی عبدہ آیات بینات (حدید) (۱۲) فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینات (بقر)
(۱۳) ولما جاءہم الحق قالوا ہذا سحر (زخرف)

ان آیات مین وہی الفاظ اور قرینہ از قسم تنزل و آیات و بینات ہین جو ان آیتون مین ہین جیسے عیسائیون
نے نفی معجزات کی دلیل نکالی ہے پس جیسا ان لفظون سے دلالت اور سیاق کلام سے ان مقامات
مین معجزات جیسے اور خوارق عادات مراد لیے جاتے ہین ویسی ان آیتون مین بھی ضرور مراد لیجاتینگی اور
اگر ان دلالت اور ظاہری معنی مین ہیں انکی گفتگو کرین تو ویسی ہی توجیہ ان الفاظ ذاتی مین بھی ہو سکتی جہانسے
انکا خاص یعنی معجزات سند لائی جاتی مین کیونکہ طرز کلام اور الفاظ اور انکا سیاق اور قرینہ یہ سب جگہ ایک ہی طرز پر

ہمعصر تحریر مین مندرج ہے بقدر مشترک قریب بہ یقین ثابت ہوتا ہی*
پس معترض کے ۳ و ۴ و ۵ دلیل کے شبہات صرف ایسی خبرون پر
عاید ہوسکین گے جنکو کسی ایک دو کے شخص نے بیان کیا ہو اور اسناد
کے سلسلہ مین نقص ہو مگر ہمعصر مشاہدین کے اس جم غفیر اور بلا واسطہ
ادراک کرنے والون کی جمع کثیر اور طبقات اور جماعت خلق کی
روایت سے جو طبقاً عن طبق ہر ایک زمانہ اور ہر ایک نسل اور پشت مین
بکثرت اور بشہرت بیان ہوتے آئے ایسے شبہ نہین ہو سکتے۔
معترض کہ فرزانہ بحث اور عاقلانہ گفتگو اور باقاعدہ اعتراض کرنیکا موقع
تھا تو یہ تھا کہ جتنے معجزات مشہور ہین انمین سے ایسے کتنے ہین جو قاعدہ
سمعیات اور ضابطہ تصحیح اخبار سے یقینی ہین اور کتنے ایسے ہین جو اگلے
طبقون اور نسلون مین معلوم اور مشہور تھے اور کسقدر ایسے ہین جو قرون
سابقہ اور طبقہ اولی مین نامعلوم اور غیر معروف تھے اور بعد کے زمانون مین
مشہور ہو گئے ایسی تقریر اسکی البتہ ارباب علم اور اصحاب عقل کی توجہ کے
لائق ہوتے نہ کہ اسکے ۱ و ۲ و ۶ دلیل جو واقعات تاریخی اور اخبار

*- دیکھو کتاب استفسار

سمعیات اور فن دریت سے علاقہ نہین رکھتی وہ تو اعتقادی باتین ہین کہ جنکا تاریخ مین لکھنا بھی حماقت ہے اور ہر ایک صاحب اعتقاد اپنے معتقدات کے خلاف پر شبہ ایسا ہی کر سکتا ہے ۔

۱۱ ۔ جب ہم اس بات پر نظر کرتے ہین کہ مسیح کے حالات و سرگذشت کی کوئی انکی ہمعصر تحریر موجود ہے یا نہین تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اپنے کلمات و مواعظ و نیز حالات نہ تو خود لکھے اور نہ اپنے زمانہ قیام مین لکھوائے اور نہ حواریون نے عہد مسیح مین اپنے مشاہدات اور مدرکات قلمبند کیے ۔ ایک مغالطہ شدید نے کہ مسیح اسیوقت آسمانی بادشاہت قائم کرینگے متقدمین مسیحیون اور حواریون کو ضبط اور تحریر حالات مسیحیہ کیطرف متوجہ نہین ہونے دیا ۔ مسیح نے جو آسمانی بادشاہت کے قریب آنے × اور اپنے دوسرے مرتبہ کے نزول اجلال کا وعدہ ایسا قریب دیا تھا کہ اس نسل یا طبقہ کے لوگ منقرض نہونگے جبتک ابن آدم کو بادلون مین آتے ہوئے نہ دیکھ لین (**) اور بارہ شاگردون سے وعدہ تھا کہ تم اسرائیل کی بارہ قومون پر حکومت کروگے (*) اس آسمانی بادشاہت کی ایسی سرگرمی سے انتظار تھے کہ بعض انہین

جو زیادہ بیتاب تھے مسیح سے جاتے وقت پوچھتے تھے کہ کیا تو ابھی بادشاہت
قائم کریگا (اعمال ۱/۶) اور حواریون کے زمانے مین جمہور مسیحیون کا بھی
یہی خیال باطل اور گمان بیہودہ تھا اور سب قدمار مسیحی اور ابتداے
کلیسیا اسی امید اور تمنا مین تھے روۃ الکبری کی مشہور مورخ
ادورڈ گبن نے باب اشاعت دین عیسوی مین لکھا ہے
(ب ۱۵) یہ جمہور کا اعتقاد تھا کہ دنیا کا ختم ہونا اور آسمان کی بادشاہت
قریب تھی۔ حواریون نے اس عجیبۃ الشان واقعہ کے نزدیک آنیکی
پیش خبری دی تھی اور بہت ہی قدیم شاگردون نے اسکی روایت
محفوظ رکھی تھی اور ان لوگون کو جو مسیح کے کلمات کو اپنے لغوی
معنون مین سمجھتے تھے اس طبقے کے لوگون کے جنھون نے
انہین مین یہ اسکی سکنت کی حالت دیکھی تھی کلیۃ منقرض ہوجانیسے
پہلے ابن آدم کے دوسری مرتبہ کے نزول اجلال کا انتظار کرنا تھا
تاکہ وہ لوگ یہودیون کی مصیبتون کی جو وسپیسین اور ہدرین کے
تحت مین ہونے کو تھین شاید ہوئین۔ انتہی۔ ابھی یہ لوگ تو
اس امر موہوم کا خیال ملا کر بیکار رہے تھے کہ اسیطرح یہ ہوا کہ

یوحنا حواری نے بڑی ہی عمر پائی اور لوگ اسکو سمجھنے لگے ضرور مسیح کی
آخری آمد کو یہ دیکھے گا + اور اسکی امتداد حیات اور زیادہ معمر ہونے سے
اس اعتقاد کے ایجاد ہوئی کہ مسیح کے قول کی تصدیق کے لیے خدا نے
اسکی بعید عمر بڑھادی ہی * بالجملہ جمہور مسیحی تو اسی امید و انتظار مین تھے اور
آیندہ کے واسطے تصنیف کرنے پر توجہ نہین کرتے تھے کتابت کی بھی قدر
کم کرتے تھے او مسیح کی باتون کو جو انکی منتہاے آرزو تھا اور جسکو بادلون
مین پھر آتے دیکھنے کی بڑی انتظار تھی صرف اپنے دل مین محفوظ رکھتے تھے
اور زبانی روایتونکو کتابت پر بہت ترجیح دیتے تھے جب زمانہ ممتد گزر گیا
اور لوگون کو اپنی امانی و آمال سے یاس ہوئی اور زبانی روایتون مین بھی
ضعف آگیا اسوقت لوگون نے تحریری تذکرون پر توجہ شروع کی-
اس عرصہ تک بہت سی جھوٹی تحریرین انجیلون اور حواریون کی خطون کے
نام سے جمع ہو کر ایک انبار ہوگئین تھین پس جمہور کی مصروفیت تو اس
خواب خیال مین تھی اسلیے مسیح کے کلمات اور حالات کے حفظ اور ضبط
کرنے پر توجہ تام اور اہتمام نہین ہوا اور زبانی روایتون کی تنقیح اور تنقید
اور انکے مخرج اور مآخذ پر نظر اور قصے کہانیون اور واقعات تاریخی

مین تمیز نہین کی گئی چنانچہ ابتداً اہل شوق نے عرامی زبان مین مسیح کے
مواعظ علحدہ علحدہ مثلاً کسینے تمثیلون کو کسینے اور کلمات کو اپنی یاد
اور سماعت کے موافق قلمبند کیا تو وہ رسالے مانگی جاتی اور عاریتاً کے
طور پر بعض مومنین مین متداول رہتی اور یہ لوگ انہین قصص روایات
کے درج کرنے مین کچھ باک نہ کرتے تھے اور جداگانہ تصنیفون کی ایک
دوسری سے تکمیل کرتے تھے مگر مسیح کی انجیل کا کوئی مستقل متن یا ایک مسلم
کتاب جو عامہ مومنین اور جماعۂ مسیحیین کی ہدایت اور ارشاد اور دین کے
خادمون اور عالمون کا مرجع اور مستمسک ہو نہ تھی۔ سلطنت فرانس کے
انسٹیٹیوٹ کے رکن رکین فاضل ارنسٹ رینان تذکرۂ عیسیٰ کے مقدمہ مین
لکھتے ہین کہ (مطبوعہ ۱۸۶۵ء) وہ بہر حال یہ یقینی ہے کہ ابتدا ہی مین عیسیٰ
کے کلمات عرامی زبان مین لکھے گئے تھے اور شروع ہی مین انکے
افعال بھی قلمبند ہوئے تھے۔ یہ ایسی تحریرین نہ تھین کہ تشخص کر کے
یقیناً لکھی گئی ہون۔ علاوہ ان انجیلون کے جو ہمتک آئی ہین
اور بھی کئی ایک تھین جنہین مشاہدین کی روایتین تھین۔ ایسی تحریرون
کی قدر کم ہوتی تھی اور حفاظ مثلاً پیپیاس زبانی روایتون کو ترجیح

دینے سے + چونکہ ہنوز لوگون کو یہ اعتقاد تھا کہ دنیا عنقریب ختم ہونیوالی ہے تو آیندہ کی کتابین تصنیف کرنے کی پرواہ کم کرتے تھے صرف اپنے دلون مین اسکی زندہ تمثال رکھنا (جسکو جلدی ہی بادلون مین آتے دیکھنے کی امید تھی) کافی جانتے تھے - اسی سبب سے انجیل کی کتابون کا ایک سو پچاس برس تک کم اعتبار ہوا - اور انمین اور باتین درج کرنی اور کئی طور پر تطبیق دینی اور بعض کو بعض سے تکمیل کرنے مین کچھ باک نہ کرتے تھے - جس ہمارے کسے پاس ایک ہی کتاب ہی وہ چاہتا ہی کہ جو کچھ اسکے دل کو عزیز ہی وہ اسمین سب ہووے - یہ چھوٹے چھوٹے رسالے مستعار جاتے تھے تو ہر ایک شخص نے اپنے نسخے کے حاشیہ پر جو الفاظ اور تمثیلین اور کہین پاتا ہے اور اسکے دلکو لگنے مین نقل کر لیتا ہے ‡ کوئی مستقل اعتبار کی کتاب نہ تھی - یوسطینوس جو اکثر اس کتاب پر حوالہ کرتا ہی جسے وہ حواریون کے تذکرے کہتا ہے اسکی اطلاع مین انجیل کی تحریرین ایسی تھین جو ان ہمارے پاس کی انجیلون کے بہ نسبت اور ہی طرح پر تھین - اور وہ انکا کبھی متن مستند کے طور پر حوالہ نہین دیتا - اور کلیمنت کی موضوعی تحریرون مین جو فرقہ ابیونیہ کی اصل مین انجیلون کے حوالون کی ہی

صورت ہے مضمون سب کچھ تھا مگر عبارت کچھ نہ تھی —
دوسری صدی کی نصف ثانی مین جبکہ روایتین ضعیف ہو گئین
تو وہ کتابین جنپر حواریون کا نام تھا قطعی الحکم ہو گئین اور شرع کے
حکم مین ہو گئین ،، فقط

انجیلون کے تیح تفصیلی

ہر چند کہ یہ قدح اجمالی اناجیل اربعہ کی قطعی الصدور اور صحیح السند
نہونے کے ثبوت مین کافی ہوگا مگر ہم انپر فرادے فرادے پر نظر کرینگے —

تیح لوک

لوک کی نسبت ظاہر اور مسلم ہے کہ اسنے جو واقعات لکھے ہین
وہ اپنے مشاہدہ اور ادراک سے نہین لکھے کیونکہ یہ حواریون مین شامل
اور مسیح کی مصاحبت اور ملازمت مین داخل نتھا — اور دیباچہ انجیل سے
ظاہر ہے کہ اسکی کتاب اور رسالون سے مستفاد ہے — پس اسکے اخبار کے
قطعی الصدور اور صحیح النسبت ہونے پر تو کسیطرح یقین نہین ہو سکتا اور
چونکہ بعد محاصرہ یروشلیم لکھے گئے اور اسمین اپنے ماخذ کا ذکر اور وسایط
کی کیفیت نہین لکھی اور وہ خود حواریون کے طبقہ ثانی کا آدمی تھا —
اسلیے اسکے اخبار و قصص پر ایسا وثوق نہین ہو سکتا جیسا کہ سمعیات کے
ثبوت کے لیے سلسلہ اسناد اور ماخذ کی وثاقت کی صحت عقلاً درکار ہے

علاوہ ازین چونکہ اسکے پیش نظر اور رسالے اور روایتین تھین تو انکی جمع و تلفیق اور تہذیب و ترتیب مین اسنے اپنی رائے اور ظن کو بھی دخل دیا اور تصرف کیا - اور جہان مسیح کے الوہیت کے خیال سے کسی فقرے مین دقت پائی گئی تو اسے بھی سلجھایا ہی (پ ۳۱/۲۲ متی کے ۴۲/۲۶ کو چھوڑ دیا ہے) بعض عجائبات مین مبالغہ کیا ہی (پ ۴۱/۲۴ پ ۲۳/۲۴) اور تاریخون غلطی ہی (مثلا قرینیوس لیسانیاس نہوداس کی نسبت) اور کہین تو دو تمثیلون یا واقعون کو ملا کے ایک کر دیا ہی (پ ۱۹/۱۲) اور کہین ایک کے دو کر دے (پ ۲۶-۲۸ و پ ۱-۲۸)

تنقید انجیل یوحنا

یوحنا کی انجیل کے آخر کا باب اسپر دلالت کرتا ہی (اگر وہ الحاقی نہ پایا جاوے) کہ وہ کتاب یوحنا کی تصنیف سے نہین ہی - دوسری صدی کی نصف اول مین ہیرپولیس کا اسقف پپیاس گزرا ہی وہ بقول ارینیوس (سنہ ۱۲۰ ع) منجملہ سامعین یوحنا ہی اور اگر ایسا نہین تو اسنے منجملہ شاگردان یوحنا مثلاً ارسطیون اور پرسبیٹرس جوانس سے مصاحبت اور مخالطت کی ہی اور اس بشپ نے باوجودیکہ ان دونون شاگردان یوحنا کی روایتون کو بڑے اہتمام سے جمع کیا اور باینہمہ کہ

حالات مسیح کے اخبار کے جمع کرنے مین بھی بہت سرگرم تھا۔ لیکن یہ
تذکرہ مسیح کی نسبت جو یوحنا حواری نے لکھا ہو ایک لفظ بھی نہین لکھا
اگر انکی کتاب مین ایسا کوئی ذکر پایا جاتا تو یوسی بس مورخ (سنہ ۱ء)
جو ایسے امور کی تائید مین ہر ایک بات تلاش کر کے لکھتا ہی اسکو
ضرور لکھتا۔ (دیکھو رینان کا تذکرہ عیسیٰ صفحہ ۱۲ مطبوعہ ۱۸۶۵ء لندن)
پولیکارپ بھی یوحنا کا شاگرد تھا (اور ان لوگون کو یوحنا
کی تصنیف ضرور معلوم ہوگی مثلاً یوحنا کا پہلا خط یہی پولیکارپ اور
پی پیاس اُسے یوحنا کی طرف منسوب کرتے ہین مگر) اسکے کلام مین بھی
یوحنا کی انجیل یوحنا سے منسوب نہین۔ یہ کہا گیا ہی کہ ارنیوس کے کلام مین
اسی انجیل کی نسبت یوحنا کی طرف ہی۔ مگر ارنیوس تو پولیکارپ کا
شاگرد تھا اور پولیکارپ کے کلام مین کہین اسکی اسناد نہین ہے تو
ارنیوس کی سند ناتمام رہی اور سلسلہ مین اتصال نہ پایا گیا۔ اور یہ جو
اس کتاب کی تائید مین کہا جاتا ہی کہ یوسطینوس۔ ایتھاغوروس
طیطیان۔ تیافیلوس نے اپنی مباحثون مین اس کتاب سے استناد
اور احتجاج کیا۔ مگر یہ بھی ایک ناتمام سند ہی کیونکہ کسی کتاب کی صحت

نسبت ثابت ہونا اور چیز ہے اور ایک زمانہ مخصوص مین اسکا وجود پایا جانا اور چیز ہے - اگر ان قدما مسیحیون کے زمانہ سے اور بھی بیشتر اسکے وجود کا پتا لگے تو بھی صحت نسبت ثابت کرنیکو کافی نہین -

متی و مرقس کی انجیل بھی غیر مستند

متی اور مرقس کی انجیلین اپنی اپنی فقدان اسناد مین انھین دو انجیلون کی متساوی الاقدام ہین بل مع شے زاید - انکی تصنیف کا زمانہ بھی گو محض قیاساً پہلی صدی کے اوائل نصف ثانی اور غالباً ۳ و ۴ - انجیل سے پیشتر اور اقدم قرار پایا ہے - مگر ان دونون کی صحت نسبت کی متعدد اور متواتر صحیح اور متصل سندین پہلی اور دوسری اور تیسری نصف صدی تک مثلاً تقریباً دوسو برس کے زمانہ کی اسوقت کے حواریون اور دینی بزرگون اور اسقفون اور عموماً عالمون اور حواریون کے شاگرد اور شاگردونکے شاگرد کی سلسلہ اسناد سے برابر گواہیان اور خبرین کہ یہ دونون متی اور مرقس نے لکھین اور انسے فلان فلان کے ذریعہ اور واسطے سے ان اگلے قرنون اور زمانون مین متداول ہوتی آئین کہین نہین پائی جاتین - بلکہ ایک سلسلہ اسناد بھی تو متصلاً

انجیلون کی سند متصل نہین

نہین ملتا۔ چہ جاکہ متعدد اور بکثرت ہون مثلاً اسی دو سو برس کے زمانے مین یعنی تقریباً سنہ ۵۰ ع سے سنہ ۲۵۰ ع تک لوق اور یوحنا (باعتبار تاخر زمان تصنیف) برنباس۔ کلیمنٹ۔ اور دوسرا کلیمنس۔ اکناشس۔ پولی کارپ۔ پی پیاس۔ اریطون پرسیطرس جواناس۔ جسطینوس۔ اتھاناغورس۔ تھیافیلوس۔ ارینیوس۔ اریجنس۔ کبیرناتوس۔ انکے سلسلہ اسناد استشہاد سے ان کتابون کی صحت نسبت کی سند نہین ہے تو بعد کے زمانے مین انکی (یعنی اناجیل اربعہ کی) شہرت اور قبول اس اگلے فقدان اسناد اور غرابت کی نقصان کو پورا نہین کرسکتی۔

نقل مین غلطی مسیح کے کلام مین انجیلون کی نسبت

غایت مافی الباب یہ ہے کہ اسناد کی دار وگیر مین یہ لوگ دو ایک نہایت ضعیف مستمسک پیش کرتے ہین۔ مثلاً مذکورہ بالا مشہور معلمون کی تحریرون مین مسیح کے مشہور اقوال مین سے چند جملے مکارم اخلاق یا عام وعظ کے بیان کی نقل ہوئی ہین اور چونکہ اقوال عیسوی مندرجہ بعض اناجیل سے میل کھاتی اور اونکے موافق پائی جاتی ہین

تو گمان کرتے ہین کہ ان نہایت قدیم معلمون کی تالیفات مین بعض آئین انجیلون سے نقل ہوئی ہونگی مَا هٰذَا اِلَّا الظَّنّ وَمَا هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ مگر یہ تین وجہ سے غیر مفید ہے۔

اول تو یہ قول انکی تصنیفون سے اسطرح پر نقل نہین ہوئے کہ مثلاً متی کی انجیل مین یون لکھا ہی یا لوک کی انجیل مین ہی بلکہ عموماً مسیح کے طرف منسوب کرکے نقل کیا ہی۔ بس اس سے تو ان کتابون کا ان مصنفون کے پیش نظر رہنا بھی نہین نکلتا چہ جا کہ انکا منسوب الیہم سے تصنیف ہونا۔

دوم۔ چونکہ حواریون کی تعلیم زبانی ہوا کرتی تھی اور روایتین اسوقت مین بہت مشہور تھین اور جیسا کہ پی پیاس سقف (بابیہ ثانیہ) کے قول (مندرجہ تاریخ یوسی بیس ہو) ظاہر ہے کہ زبانی روایتون کی ترجیح دیجاتی تھی۔ اور یہ مسیح کے بعض کلمات × اعمال حواریین اور مشائخ قدیم کی تحریرون مین ایسے منقول ہین جو ان چارون انجیلون مین نہین ہین اسیطرح سے وہ اقوال بھی کلیمنز یا اگناشس وغیرہ تک زبانی روایت کے ذریعہ سے پہونچے تہ کہ کسی کتاب سے نقل ہوئے

× اعمال ۲۰ باب ۳۵

سوم ۔ بعض تحریرین ان مشائخ اور معلمون کی بھی تو موضوعی ہین
اور انکی ہمعصر تحریرین نہین ہین ۔ پس اگر انمین صریح حوالہ بھی ہو تو بھی
قدامت زمانہ کی جو بات اور سند تھی وہ جاتی رہی ۔

متی اور مرقس کی نسبت متقدمین مین سے ایک بزرگ کا قول
اور بھی انکشاف بحث کے لیے نقل کرتا ہون یعنی ہیراپولس کا اسقف
پی پیاس جو مسیح کے حالات کے روایات جمع کرنیکا بڑا اشائق تھا
اس امر کو بیان کرکے کہ ایسے امور مین مین زبانی روایتون کو کتابون پر
ترجیح دیتا ہون مسیح کے اعمال و اقوال کے دو رسالے ذکر کرتا ہے
پہلے تو پطرس کے ترجمان مرقس کی مختصر تحریر جو نا تمام اور بلا رعایت
ترتیب زبانی قصص اور حکایات پر متضمن پطرس کی اطلاع اور یاد سے
لکھی گئی اور دوسرا ملفوظات کا مجموعہ جس متی نے عبرانی مین لکھا
جسکا ہر ایک نے جتنا ہو سکا ترجمہ کیا" فقط

ظاہر ہے کہ ہمین دونون انجیلین متی اور مرقس کی مراد ہین اب یہ بات
کہ دونون کتاب بین جو اب مشہور ہین مطلقا وہی ہے اور بالکل ویسی ہی
ہین جیسے پی پیاس نے دیکھی تھین ۔؟

فاضل ارسطو ریتان - کہتا ہے کہ یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی
دو وجہ سے - اول تو یہ کہ متی کی تحریر پی یاپاس کے قول مین صرف
عبری کے ملفوظات ہین جنکے بہت سے مختلف ترجمے بھی تھے -
اور دوم یہ کہ متی اور مرقس کی تحریرین جنکے انرکو بہت جدا جدا تعین کیہ ایک نے
دوسرے کی اطلاع سے نہین لکھین اور یہ بھی کہ مختلف زبانون مین
اب حال کی کتابین متی اور مرقس کی انجیل مین ایسے طول اور بالکل
ایک ہی ست سے متوازی اجزا پائے جاتے ہین کہ ضرور یہ تصور ہوتا ہے
کہ یا تو پہلی انجیل کے مؤلف متمم کے پیش نظر دوسری انجیل تھی اور یا بالعکس
اور یا دونون نے اور ہی ایک منقول عنہ نسخہ سے نقل کیا - اور یہ بھی امر
نہایت ہی محتمل ہے کہ اب یہ نہ تو متی کی اصلی تمام تالیف ہے نہ مرقس کی
بلکہ ہماری دونون پہلی انجیلین ایسے ترجمے ہین کہ جنہین ایک کتاب کی
دوسری کتاب سے رخنہ بندی کرنیکا قصد کیا گیا ہے - حقیقت مین ہر شخص
چاہتا تھا کہ میرا ہی نسخہ کامل ہے - پس جسکے نسخے مین صرف ملفوظات
تھے اسنے خواہش کی کہ حکایات بھی ہون و ہکذا بالعکس - اور یہی وجہ ہے
کہ متی کی انجیل مین مرقس کی تقریبا جملہ حکایتین پائی جاتی ہین اور

مرقس کی انجیل مین بہت سی باتین ہین جو متی کے لوجیا (ملفوظات مسیح) سے مستخرج ہین - علاوہ ازین ہر ایک نے انجیلی روایتون سے خود اپنی رائے تھین استخراج کیا - یہ روایتین ایسی نہ تھین کہ انجیلون ہی مین صرف ہو جاتین اور اعمال حوارین اور نہایت قدیم مشائخ مسیح کے بہت سے الفاظ اقتباس کرتے ہین جو صحیح معلوم ہوتے ہین اور ہماری انجیلون مین نہین پائے جاتے " انتہی

ان حالات سے ظاہر ہے کہ تاریخی واقعات اور ثبوت سمعیات مین ان کتابون کی روایتین قطعی الصدور نہین کیونکہ بحذف اسناد و سقوط رواة و بلا ذکر ماخذ و بتغیر ضبط قاعدہ استخراج جمع و تالیف کی گئین ہین -

۱۲ - عماد الدین نے اس کتاب مین کہین اس امر پر بحث نہین کی کہ آنحضرت صلعم کی سیرت عام اور مجاری احوال پر نظر کرنے سے اور زمان نبوت صلعم کے قبل اور بعد بعثت کے تقلب احوال و صفات اور عادات پر غور کرنے سے آنحضرت صلعم کے طریق عمل اور کردار عام سے کیا بات پائی جاتی ہے اور انکو ایسے بہت بڑے جھوٹ اور

مسیح کے اقوال بھی مین بیان انجیلون مین نہین ہین

انجیلون کی روایتین قطعی الصدور نہین ہین

عماد الدین کی بے بنیاد بحث

صفحہ ۲۷

ایسی سخت تزویر سے (جیساکہ مخالفین سمجھتے ہین) کیا غرض تھی کیونکہ جس شخص کی زندگی کے حالات لکھے جاتے ہین تو تاریخ نویس اور کردار گزار کو ضروری ہی کہ ایسے ایسے معظم امورمین جو ایسے شخص کی نیت دلی اور کردار ظاہری اور شب و روز کے احوال اور تمام عمر کے کردار سے پایا جاتا ہو اوسمین فکر او تفتیش کرے - یہ بحث تو بڑی عظمت اور ضرورت کی اسو جہ سے تھی کہ جو کوئی ذوی عقل اور صاحب بصیرت آنحضرت کے معاملات مین نظر کرے وہ انکو دیوانہ و سفیہ تو نہ سمجھے گا تو پھر انکو اس تمام جھوٹ کے کارخانے اور فریب کے سلسلے اور دغابازی کے نظام سے کیا مقصود اور مطلوب تھا - عمادالدین نے ایسے بڑے عمدے اور عالیقدر بحث سے کنارہ کر کے عامیانہ مسخرگیات اور معاندانہ اعتراضات اور بے سروپا تقریرین جو اسکے عجز او کمال ضعف پر دلالت کرتے مین لکھے ہین - لہذا ہم ان باتون پر بالاختصار نظر کیا چاہتے ہین -

۱۳- اس امر کی بحث کہ یا تو محمدؐ اپنی قوم اور قبیلے مین اپنی راست بازی اور امانت مین مشہور اور مقبول تھے اور یا ایسا فتنہ

ایک جھوٹ بولے اور مکاری اختیار کی انکی عزت اور آبرو و مال و دولت خاک مین ملگئی اور وہ اسی تزویر اور جھوٹ پر اصرار کرتے رہے ہمین انھین کیا حاصل تھا جس سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ وہ داعیہ الہی کے بیان اور دعوی نبوت مین سچے تھے۔ حسب ذیل لکھے جاتے ہین اور ہمین اپنے عندیہ اور عقیدہ کے سبق ظن اور عصبیت سے قطع نظر کرکے صریحی واقعات اور درایات سے بحث ہے۔

اظہار نبوت کے وقت تک آنحضرت صلعم کی عمر چالیس برس کی تھی اور اس عرصہ مین آنحضرت صلعم اپنی ذاتی شرافت اور امارت مین ممتاز و معزز اور عقل و دیانت اور صدق و امانت مین سے اپنی قوم مین معزز اور مقدمات اور مہمات مین مرجع انام تھے جب انکو اسطرح پر زندگی کرتے ہوئے ایک زمانہ کثیر اور مدت مدید گزرگئی اوسوقت اونھون نے اپنے آپکو مورد وحی الہی اور رسول خدا بیان کیا اور اپنے زمانے کے تمام احاد و اوساط و اکابر و اصاغر کے دین کو محض ضلالت و بطالت و حماقت و سفاہت بتلایا اور جمیع قوم سے مخالفت ظاہر کی اور اس حرکت سے انکی ساری امارت اور دولت اور جا[ہ]

[illegible] دعویٰ [illegible] نبوت

وثروت برباد ہوگئی سب لوگون نے انسی راہ و رسم ترک کی اور تمامی اہل شہر و بادیہ انکے دشمن ہوگئے اور سیکڑون طرح کی اذیتین اور تکلیفین انپر پڑین اور برسون اسی ذلت و مصیبت مین گذری مگر آنحضرت نے یہ سب متاعب و مصائب برداشت کی اور اسی ہدایہ الہی اور امر حق پر قائم اور دائم رہے اور اسی نہج اول پر آخر عمر تک مستحکم اور مضبوط رہے اور انکے عزم و اصرار مین کچہ فتور و قصور اور تغیر و تبدل نہ پایا گیا اور جب کہ اس ضابطۂ فطرت اور قاعدہ قدرت کے مطابق کہ جسمین ہر ایک شخص کو اپنے دفع ضرر اور رفع ایذا کا حق اور اختیار ہے انکو اپنے دشمنون پر غلبہ حاصل ہوا تب بھی وہ اسی منوال پر باقی اور قائم رہے اور نفسانی آرزوؤن اور دنیاوی خواہشون نے انمین اثر نہ کیا اور وہ اس نہج قویم اور صراط مستقیم سے منحرف نہین ہوئے تو ہم صریحاً بداہت عقل سے دیکھتے ہین کہ آنحضرت صلعم بے شک اپنے دعوی مین سچے تھے ورنہ اگر یہ سب کچھ تزویر ہوتی اور وحی و تنزیل محض افترا اور تہمت ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ یہ جھوٹ کا کارخانہ اور فریب کا سلسلہ ایسی مصیبتون اور نقصانون اور خوف و تلف جان کے موقعون مین ایسی

مدت دراز تک چل سکتا - جب انکی وہ عظمت اور ثروت جو پہلے
تھی اس مکاری اور تزویر سے جاتی رہی اور انھین جان کے لالے
پڑ گئے اور بے خانمان ہوکر شہر چھوڑ دینا پڑا اور اسی دعوی کی بدولت
کثیر المال تاجر سے ایک مفتقر مہاجر ہو گئے تو ضرور اس جھوٹی بات اور
مزوری کے دعوی سے باز آتے اور اس عزم پر مستمر نہ رہتے کیونکہ
نقصانات تو ایسے صریح اور ظاہر تھے کہ جنکا روز بروز تجربہ ہوتا جاتا تھا
پھر انھین اور کس بات کی امید تھی - دنیاوی عظمت اور جاہ وثروت
اپنی قوم مین جو پہلے سے تھی (اور اس مکاری سے بھی یہی ملتا) وہ تو
اس بات کے بدولت کھو بیٹھے اب اور کیا ملنا تھا - یہ باتین تو تبھی
برقرار بلکہ روز افزون اور متزاید رہتین جبکہ وہ اپنی قوم سے مخالفت
اور معاندت نہ کرتے اُسی دین یعنی عبادت اصنام و پرستش اوثان
مین انکے جاہ و منصب کا مدار تھا جب اسیکے درپے بیخ کنی ہوئے
تو پھر انھین کس بات کے حصول کی توقع تھی - اور وہ بڑھاپے کا
زمانہ جسمین آیندہ کے حصول مطالب و منافع سے قطع امید ہو جایا ہی
ہوتی اور جسمین سابق کے اندوختہ و اندوختہ اور زمان پیشین کی عزت

و توقیر حاصل کی ہوئی پر قناعت کرنیکا زمانہ ہوتا ہی - پس ان باتون پر نظر کرنے سے ہر ایک ذی بصیرت کو معلوم اور یقین ہو جائیگا کہ آنحضرت صلعم بے شک اپنے دعوی مین سچے تھے نبوت کا اظہار جھوٹ نہ تھا جسمین اونھین کوئی دنیوی غرض اور مفاد نہ تھا - یہ تو ایسی صریحی اور بدیہی باتین ہین کہ کسی ذی شعور اور صاحب تمیز کو اسمین شک و شبہ کا مقام نہین اور آپکی صداقت ہر ایک کے دل مین مستیقن ہو جاتی ہی خصوصاً جسنے حالات نبوی کو بغور دیکھا ہو اور انکے مجاری احوال و طریق زندگی پر تامل اور انصاف سے نظر کی ہو چنانچہ عیسائی مورخون نے بھی جنکو ایسے مشنریون کی طرح امر حق سے بغض و عناد اور قساوت قلبی نہین گو انکار نبوت مین راسخ قدم ہین آنحضرت صلعم کی تاریخ نویسی مین امر حق کی غایت درجہ وضوح و سفور سے حقیقت واقعہ سے صریحاً چشم پوشی اور عصبیت اختیار نہین کر سکتے الا عصبیت اور سبق ملی اور اپنی ملت کے پاس سے صاف صاف نبوت الہیہ کا اقرار بھی نہین کر سکتے -

چنانچہ واشنگٹن آرونگ اپنی انگریزی کتاب تاریخ محمدی مین

بسبب دنیوی دولتین آنکی زندگی کے ایسے وقت مین کہ آنکو پھر مجددًا
حاصل کرنیکا بھی زمانہ نہین رہا تھا خاک مین ملجاتین " انتہی

یہ بحث ایسی ظاہر و روشن اور صاف اور بیّن ہے کہ ہر ایک
عاقل کو جو اسمین نظر اور فکر کرے بجز اسکے اور کچھ چارہ نہین ہو سکتا
کہ وہ بالیقین سمجھ جائیگا کہ آنحضرت اپنے دعوی مین جھوٹے نہ تھے
اور کوئی دنیاوی غرض اور نفسانی خواہش ایسے دعوی نبوت
اور اظہار رسالت کے باعث نہین ہوئے تھے اور ایسے واقعی اور
صریح امر راست کے جواب مین مخالفین نہ تو ایسے روشن اور صاف
امر حق کی تکذیب کر سکتے ہین اور نہ اپنی عصبیت یا سوء فہمی سے اسکی
حقیت کا اقرار چنانچہ اسی باب مین ارونگ متصلاً لکھتا ہے "
"بس کافی اعراض دنیوی کے فقدان مین ہمکو ضرور ہوا کہ انکے صفات و
عادات کی اس مشکل دقیقہ مین کوئی اور کیفیت بیان کرین چنانچہ
اس کتاب کے اوائل مین ہمنے اسکے بیان کا قصد کیا تھا جہان یہ
ہمنے یہ ذکر کیا ہے کہ آنکی گوشہ نشینی اور روزہ داری و نماز و تفکر سے
انکا غلو اور قوت متخیلہ درجہ بدرجہ متزاید ہوتی گئی اور اسی کیفیت مین

ایک فرض جسمانی یعنی صرع دورہ سے اور یہی استعمال ہوا جسمین
انھین ایسا تصور ہوا کہ مجھے خدا سے وحی آتی ہی اور علی الاعلان مین
نبی ہو گیا ہون - پس اب ہمکو یہی تصور کرنا چاہیے کہ انکو اعتراض
ہو گیا تھا اور انھون نے اپنے رویا یا خیال کو حقیقت مین یقینی باور
کر لیا تھا خاصۃً جبکہ انکی حالت کو سننے والے رازدار خدیجہ اور صاحب
علم اور عیار ورقہ نے انکے شبہات کا معارضہ کیا - جب کہ
ایک مرتبہ رسالت الہیہ کا حکم بدعوت ایمانیہ متخیل ہو چکا تو اور سب
بعد کے احلام و تصورات اسی محل پر حمل کیے جاتے تھے - ان
سبکو یہ سمجھ لیا ہوگا کہ مشیت الہی کے اخبار ہین جو نبوت کی حیثیت سے
بانحاء مختلفہ وحی کیے جاتے ہین - جوش اور تحریک کی حالت مین
ہم انکو بالتخصیص وجد اور غشی مین پاتے ہین یہان پر انھون نے
اپنے آپ کو معرض مکالمت الہیہ مین گمان کر لیا ہوگا اور ایسا ہوتا تھا
کہ ہمیشہ ایسی حالت کے بعد وحی کا اظہار ہوتا تھا " انتہی ما قال

اس تقریر سے ہماری دلیل کی قوت اور جناب نبوی کے
دعوی کی صداقت بخوبی ہوتی ہی اور ایسے ہی مخالفین کے جواب کا

ضعف اور توجیہ کا لاطائل ہونا بھی کالنور علی شاہق الطور ظاہر ہے کیونکہ یہ بات تو مسلم ہو چکی کہ یہ دعوی آنحضرتؐ کا نہ تو جھوٹ تھا اور نہ اس سے کوئی دنیوی غرض مراد تھی تو پھر اب سوائے سچ اور راہ حق کے اور کیا رہ گیا — ہم یہان پر چند امور مناسب مقام باختصار تمام اور بھی ذکر کرینگے (اولاً) مرض صرع کی کیفیت محض دشمنون اور خصوصاً یونانیون کی بنائی ہوئی بات ہی اور جب تک اسکا ثبوت قاعدۂ ثبوت سمعیات سے یقینی نہوگا قابل تسلیم نہین — علاوہ ازین بالفرض ہمنے ان بعض سیہ درونان متوسوسین کے اس افسانہ مستحدث کو تسلیم ہی کر لیا تو بھی کیا کہین ایسا ہوا ہے کہ کسی شخص مصروع نے کبھی اپنے آپ کو نبی سمجھ لیا یا کبھی صرع نے کسی شخص پر ایسی دل پر قوی اثر کر دینے والی باتین القا کین یا ایسی اعلی اور افضل تعلیمین حقائق الہٰیات اور مکارم اخلاق کی سکھلائین — اور کیا حالت صرع مین اجتماع حواس اور ادراک ایسا ہی رہتا ہی جیسا کہ حالت غیر صرع مین اور دوار صرع مین مصروع کے خیالات کو ترفع اور بلند پروازی اور تفکر کو تحریک اور

[illegible] ہیں۔ × بعض اوقات صرع
ایسی اور جسے نزول وحی کا عرض بتایا ٹھہرایا تھا تو وہی وقت
رویت جو بعد اتر جو یرا در مکاشفی کی حالت کی نسبت گذری
پیش آوے گی۔ اور اگر ایسا نہین تو اسکا ذکر فضول۔ ثانیاً
وہ غشی کی کیفیت جو اگر اسکا تکرار اور استمرار ثابت ہوسکے تو ممکن
ہے کہ از قبیل اثر الٰہی ہو جبکہ احساس وحی اور مشاہدہ ملائکہ اور
استشعار تنزیل مین ہوتی ہو جیسے موسیٰ کی حالت کوہ طور پر مناجات
رویت الٰہی اور پولوس کی کیفیت مسیح کی جلوہ گری پر ہوئی تھی
پس ایسے احساس اور ادراک صحیح کی باتین۔ قوی العقل اور
صاحب جودۃ قریحہ کو دھوکہ مین نہین ڈال سکتین۔

(۳) رویائے حقیقی اور مکاشفات الٰہیہ مین واہمہ کا اسقدر دخل
اور تصرف ایسے عرصہ ممتد اور مدت دراز تک کیونکر ہو سکتا ہے

× لندن سے کوارٹرلی ریویو نمبر ۴۰۲ بابت اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء سے ایک آرٹیکل مین
جو اسلام کے نام سے مضمون نے لکھا ہے۔ وہ ہماری رائے مین صریحاً کوئی شخص
کبھی اپنے آپکو نبی نہین تصور کر لیتا اور نہ مشرق کے لوگون مین ایسا کبھی ہوا اور نہ
کبھی مرض کی وجہ سے دل کی ملاوٹ [illegible] اور الفضل نقش ونگار معرض
سکے دل پر القاء ہوئی" صفحہ ۳۱۱۔

اس درجہ تک ہو سکتا ہے کہ آپ نے بہر تعلیم الٰہیات مین صرف وہم اور وسوسہ کے پیر تمام امور کا انتظام رہا ہو اور اسی وہم کی بنا پر تمام مصیبتین اور ہدایتین اور تمام تقلبات احوال مبنی ہوئے۔ کسی کی عقل اسکو وہم کے لیے بھی باور نہین کر سکتے۔

(۴) وہ کیفیت توجہ و برانگیختگی اور اسکے جوش اور ہیجان مین اپنے کو مشرف بمکالمت آلہی تصور کر لینا خیالات خام اور تصورات نافرجام از قبیل اضغاث احلام ہین حالانکہ جناب نبوی کی تیزی عقل اور حدت شعور اور ذہن ثاقب اور فکر صائب مخالفین مین بھی مسلم ہے۔ تو کیسے ہو سکتا کہ اسکا اثر با اینہمہ موانع و معارضات مرتے دم تک رہے۔ اور کیا وجہ کہ اگر ایک مرتبہ انکو ایک وہم یا دھوکہ ہو جاوے تو باوجود سلامت عقل اور صحت ادراک ہم اسی پر مستمر اور مصر رہین۔

پس یہ توجیہ نہایت درجہ کی ضعیف اور نہایت مرتبہ کی سخیف ہے اور بیشک صداقت امر محمدی اور حقیت دعوی نبوی بہ اکمل وجوہ ظاہر و ثابت ہے۔

اب ہم ایک اور شبہہ کی تردید کی طرف متوجہ ہوتے ہین کہ (
وہ مفروض حق جسکی حقیقت ہر ایک قلب سلیم پر اثر قوی پیدا کرتی ہے)
مخالفین ایک اور شبہہ پیدا کرتے ہین کہ ہجرت کے بعد آنحضرت
کے خیالات مین تغیر پیدا ہوا اور جذبات و تدبیرات دنیاوی
کی تحریک پانے لگی اور احکام مصابرت اور تحمل ترک کرکے اہل جبر
و تعدی سے انتقام لینا شروع کیا × اور فریب اور دغا سے

× اڈورڈ گبن مورخ روم اور اکبری تاریخ کبیر کے ۵۰ باب مین جہان محمد رسول اللہ
کی حالات مین لکھتا ہے کہ وہ فطرت الٰہیہ کی رو سے ہر ایک شخص کا حق ہے کہ اسلحہ کے ذریعہ سے اپنی جسم
اور آبرو کی حفاظت کرے اپنے دشمنون کی قہر کو دفع کرے یا روکدے اور معقول حد سے انکے طغیان اور نفاق (؟)
تک اپنی عداوت کو بڑھا دے عربون کی آزاد تمدن مین رعایا اور اہل شہر کے فرائض مین ایک ضعیف اور (؟)
محمد کو ایک پرفساد اور خیر اندیش رسالت کے بجالانے مین ملک کے لوگون کے ظلم نے اس سے
نزاع کی اور انہین جلا وطن کر دیا ۔ ۲۲ صفحہ ۱۶ نسخہ مطبوعہ لندن ۱۸۵۴ اور اسی باب کے
۲۲ وین صفحہ مین لکھا ہے کہ ۔ عقل نہ خیر اندیش یقین جان لیگی کہ محمد کی آگاہی ہونی خاص (؟)
اور اصلی نیکی کی نہین مگر ان گردن کشی کفار سے جو اوسکے دعاوی کی تردید اور پیغام (؟) کی
تذلیل کرین اور اسکی جان کو ایذا دین کوئی رسالت انسانی برداشت نہین کرسکتی
وہ اپنے ذاتی دشمنون کو تو معاف کر دیگا اور خدا کے دشمنون سے جائز طور
پر عداوت رکھیگا ۔ محمد کے سینہ مین استکبار اور انتقام کی سخت تحریک
مشتعل ہوئی اور اپنے نینوا کے نبی کے اتباع ان کفار کے استیصال کے لیے
جنہون نے ملزم ٹھہرایا تھا آواز بلند کی ۔ مکے کے ظلم اور مدینے کے قبول نے اس ایک
شخص کو امیر قوم اور مسکین واعظ کو رئیس افواج بنا دیا ۔ مگر اس کی تلوار قصد سے
کے مستعد سبیل الٰہی مین ہے اور وہی خدا جو گہنگار بدون کو دبا اور زلزلے سے غارت کیا
ہے مقرر رہے کہ ان کے استقلال تہذیب کے لیے اپنے عباد کی دلاوری الفت (؟)
فرما دے ۔

× یعنی یونس

دشمنون کو قتل کرایا × - مگر چلہ ہجرت تک آنحضرت کو اظہار نبوت کرتے ہوئے ۱۳ - برس کا زمانہ گذر گیا تہا اور یہان پر کوئی دقیقہ مصائب اور آلام اور ثبات قدم اور اظہار دعوۂ الہی کا ایسا نہین رہ گیا تہا کہ اب اسکی حقیت اور صداقت مین کچہہ شک رہ جاے -

پس جب اس زمانہ ممتد تک آنحضرت کی صدق نیت اور خلوص دلی اور فقدان اغراض دنیوی ثابت ہو چکا تو اس ۱۳ - برس کے عرصے مین تو نبوت حقہ اور رسالت الٓہیہ پر رہنا اور آخری دس سال کی مدت مین تزویر اور مکاری اور خلع منصب نبوت کرنا اک امر عجیب و غریب و خارج از بحث ہے کیونکہ مسلمین تو مدت ۲۳ سال کو عرصۂ تنزیل وحی کہتے ہین اور منکرین کو اس تمام عرصے مین رسالت حقہ سے انکار ہے پس یہہ ۱۰-۱۳- کی تقسیم تو قسمۃ ضیزی سا ہے -

مگر فی الحقیقت یہہ تغیر ادعاے محض بے اصل ہے بلکہ جناب رسول خدا

× ڈاکٹر [illegible] ارفنگ نے خود ہی بعض اشارات کو غیر ثابت قرار دیا ہے چنانچہ ۹ - باب مین بصفحہ ۱۱۰ - کہا ہے کہ وہ محمد پر خود یہہ الزام لگایا گیا ہے کہ دشمن سے فریب کی تدبیرین کین کیونکر سنا گیا ہے کہ اسنے [illegible] کو خفیہ پیغام کے ساتھ مکہ کو بہیجا کہ ابو سفیان کو [illegible] مگر یہہ راز کہل گیا اور [illegible] آخر [illegible] کیا مگر یہہ الزام بہی طرح ثابت نہین اور اسکے کردار و سیرت عام کے خلاف ہے " -

طلبیہ انجمنیہ و الثنا کی اسس عزم اور زہد امرا مین اسی نہج پر تو دو معمور
ہاکسی قسم کا تغیر و تبدیل واقع نہین ہوا بلکہ دولت ظاہرہ اور سلطنت
ظاہرہ کے حصول پر بہی وہی زہد فی الدنیا اور اقبال علی الآخرۃ آنحضرت
کا سجیہ مرضیہ اور سیرت رضیہ تہا۔ واشنگٹن ارونگ نے اسی سجیہ
کی بحث مین خود ہی لکہا ہے کہ " معارک جنگ مین فیروزمندی
حاصل کرنے سے انہین (محمد ؐ مین) غرور یا جہوٹی شان و شوکت نہین
آئی جیسا کہ اگر یہ فیروزمندی ذاتی اغراض سے ہوتی تو آجاتی۔
جب ان کو بڑی سی بڑا تسلط حاصل ہوا جب بہی اُن کی سادگی
اطوار و اوضاع ویسے ہی رہی جیسے کہ تکلیف کے زمانے مین تہے
تکلفات بادشاہی سے تو وہ ایسے دور رہتے کہ اگر کسی مکان مین آتے
وقت کوئی غیر معمولی رسم تعظیم کی ادا کیجاتی تو وہ ناخوش ہوتی۔
اگر انہین تمام عالم پر سلطنت کی خواہش تہی تو وہی دینی
سلطنت تہی اور جیسے کہ دنیاوی حکومت جو اونہین سے نکلی تہی
اوسے بغیر خود نمائی کی برتتے تہے ایسا ہی اونہون نے اوسکے اپنے
ہی گہر مین مستمر رکہنے کی کوئی تدبیر نہین کی۔ جو دولت کہ ان کو خراج

اور حقیقت مین شفقت و رحمت کی ترجیح و ترقی اور فقرا صحابہ
کے رنج مجاہدت مین مصروف ہوتی تھی یہانتک کہ حضرت نے انتقال فرمایا
عمرو ابن الحارث کا قول ہے کہ محمد اپنی وفات کے وقت بجز ایک دُلدل
اور آلات حرب اور ایک قطعہ زمین جو اپنی ازواج و اولاد و
فقرا کے لیے ہبہ کر گئے تھے اور نہ کوئی درہم چھوڑ مرے نہ دینار نہ غلام
نہ کنیز نہ کچھ اور — ایک مورخ کہتا ہے کہ خدا نے تمام روی زمین کے
چابیین انکو دین مگر انہون نے نہ لین ۔ ۔ ۔ (انتہی) —
پس دنیوی تحریکات کے شبہ کی تو بہتر تردید تھی جو بیان ہوئی اور مخالف
ہی کے کلام سے عیان ہوئی مگر ہنوز ہمکو دنیوی خواہشون کی ابطال اور
دنیاوی عیش کی نفی و تردید مین اپنے مخالف ہی کے کلام سے
شہادت لانی ہے و الفضل ما شہدت بہ الاعداء —
چنانچہ اسی مقام پر مورخ ارونگ لکھتا ہے (پس یہی کامل نکلنا
نفس مع اس دلی خدا ترسی کے ہے جو آپ کے ہر ایک تقلب احوال
مین ساری ہے جو ہر ایک شخص محمد کی خصلت کی صحیح صحیح اندازہ کرنے مین
حیران کرتا ہے کیف ما کان جبکہ دنیاوی سلطنت انکے قبضہ مین

اپنے تئین او نہون نے دنیا کی عمر کی تمنا نہین ظاہر کیا گیا اور یہہ اولی
مقصد تھا جو کہ ہمیشہ اطول الاتصال رہتا ہے اور تمام دنیاوی چیزون سے
انہین بیزار کیا تھا نہ اسلام کا فرض ہے اور یقینی امر کی صدق
ہے انکا دعوی منحصر تھا اور ابتلا میں ایسی کی حالت مین حق تعالیٰ
اُنکی تسلی او تسکین تھا۔ اور جیسے کہا گیا ہے کہ خدا ہی کی جست پر
ان کی سب امیدین۔ دعائی خوشبوؤن سے منحصر تھین — الی ان قال
مرتے دم بھی کہ دنیاوی فریب کے کسی غرض کا وہ زمانہ نہین ہو سکتا
وہ اپنے اپنی دینی گرمجوشی اور رسالت الٰہیہ کے اسی اعتقاد کا دم
بھرتے رہے اور وہ آخری الفاظ جو اونکے منہ سے نکلی وہ یہی دعا
اور انبیاء سابقین کی معیت مین جلد داخل ہو جانیکا یقینی اثر تھا
" (انتہی) —
المختصر یہہ امر کہ ان انجلاء و ظہور و نجابت و صلوح و سفور ثابت ہے کہ آنحضرت
کو دعوت اسلام کرنے سے یہہ غرض نہ تھی کہ دنیوی ریاست اور ناموری
حاصل کرین اور مال اور دولت کمائین یا طبقات امم اور جماعات ناس
تاریخ عالم مین مشہور ہو کر بادشاہ کہلائین بلکہ ان سب باتون کو اونہون نے

ذلیل و حقیر ہوا اور جو ریاست اور دولت کی دہن کہ نہ ملال
حاصل تھی اوسکو مطرود و مفرور کیا اور اسلام کی دعوت اور دین
الٰہی کے وعظ مین تخانہ ویرانی اور جلاوطنی اختیار کی اور بیشمار
مصائب اور سختیان اوٹھاتین اور عرصہ دراز تک مخالفین کے
جبر و تعدی و ظلم و ستم بڑے تحمل اور صبر سے برداشت کی اور اپنے تمام
تقلب احوال اور حیثیات مین اُسی ایک نہج قویم اور عزم صمیم پر قائم اور
صمیم رہے۔ پس کیسے ہو سکتا ہے کہ دنیاوی خواہشین اور دنیوی [illegible]
یا خیالی شبہات اور محض خطرات بال ایسے عجیبۃ الشان نظام امور و سلسلہ
واقعات مین مخفی اور مستتر ہین اور کیسے ممکن ہے کہ انکا یہ مجاری احوال
اور استقامت رفتار ایک مکاری اور تزویر سے بھرا ہوا ہو۔
بالآخر پھر وہی مورخ انجام مین صفحہ ۲۰ پر یہ لکھتا ہے در پس ایسے
کمال سرگرمی اور ثابت قدمی سمجھے مداتریسی کو ایک نظام مسلسل کفر آمیز تزویر
کے ساتھ مطابق کرنا اور ایسے ہی اسقدر پاک خیالی مرتبہ اور کریم الحکام
مذہب قرآن کو ایسے ایک خیال سے جو ملکات رذیلہ کا معدن اور محض
دنیاوی اغراض نفسانی کی اسکے وقت مین تعلیم و بنیاد شدہ ادراک ہے

اور ... کی حیثیت ... [illegible]

اور کوئی طریقہ نہیں ہے بجز اسکے کہ تصور کر لیں کہ اس علمی منازل کے

مشاغل جو تعلیم جناب نے فرمائے ہیں تو ہمیں تعجب کہ جس حالت میں انکی جوش کی

بھری ہوئی روح پر مشتمل ہوتی وہی کم یا زیادہ ایک قسم کی دیوانگی

خاص ہیں ان کے مجاری احوال کے انجام تک الکو پھر ان سب کے بھی

اور سادہ لوحوں نے اپنے تئیں غلط عقیدہ میں کہ ہیں نبی مرسل ہوئے

وفات پائی۔

طریقہ تو بعید است عقل پایا جاتا ہے کہ وہم اور شبہہ اور مغالطے اور

ہو سکے کا کیا اثر و قیام ہوتا ہے اور جو امور احساس و ادراک

سے دریافت ہوتے ہیں ان کی کیا کیفیت ہوتی۔ اور وہ مکاشفات

حقیقی اور مشاہدات الٰہی کا بیان جو جناب رسول خدا صلعم نے کریم

کامل اور یقین و دانش سے بیان فرمایا جیسے مشاہدات عینیہ اور اک

واقعیہ اور احساس حقیقیہ پر مبنی ہوتا ہے اور اسی کی اظہار پر کلی

قرآن مجید مورد شہرت اور مشہور زمانہ اور اشتہار دیا کہ جس میں کسی صاحب عقل کو

ایک شخص کے لیے بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت کا اپنا کہنا رسول اللہ

بیان کرنا اور مشاہدہ ملائکہ اور تنزیل وحی کا احساس محض دہوکا اور وہم تہا — ×

۲ ماضل صاحبکم وما غویٰ

۳ وما ینطق عن الھویٰ

۴ ان ھو الا وحی یوحیٰ

\+ + + + + + + + +

۱۱ ما کذب الفواد ما رایٰ

× فرض کیا جاوے کہ کوئی حکیم یا فقیہ کسی اپنے مسئلہ خاص میں جسمین اور معاصرین یا آراء مشہورہ سے مخالفت کی گئی ہو ایسی دقت میں پڑے کہ اوسے سلطان وقت یا جماعت قوم کیطرف سے سخت مصیبت میں پڑجانے اور موت کے خطرہ سے دہمکی دیجاوے ایسی حالت میں تین صورتین ممکن ہین
(۱) یا تو وہ شخص جو اپنے مسئلہ کو حق جانتا ہے ان تکلیفوں میں پڑنے اور مصیبتین جہیلنے کے خوف سے اس سے انکار کریگا جیسا کہ دانشمند گلیلیو کی کیفیت ہوئی (۲) وہ حکیم اپنی رائے کو حق جانتا ہے اور اس پیش آنیوالی موت اور مصیبت کی تکلیف پر بکمال جرأت و مردانگی قائم رہکر مصیبتین اوٹہاتا ہے جیسا امام احمد بن حنبل کو ایک مسئلہ میں معتصم باللہ کے زمانہ میں پیش آیا (۳) وہ عالم اگر اپنی رائے کو حق نہین جانتا تو ضرور اپنے نقصانات اور تکلیفین تہدید کی مصیبت و موت کی ذلتین ہرگز گوارا نکریگا اور ضرور اس مسئلہ سے انکار کریگا لیکن یہہ تیسری قسم کی مثالین امور دنیاوی و عقلی استحسان اور اپنی رائے کی جوابدہی پر ثابت قدم رہنے کی ہین ایسے لوگون کی تعریف صرف اسی بات مین ہے کہ وہ ثابت قدم رہا الا اسکی اس ثبات قدم سے اس مسئلہ کی حقیقت نہین ثابت ہوتی برخلاف اسکے جب امور حسیہ اور واقعیہ کی تصدیق اور تائید میں کوئی شخص ان مصائب کو برداشت کرے تو بیشک اسکی صدق قول کی قوی حجت ہوگی چنانچہ جو تکلیفین اور مصیبتین جناب رسول خدا کو دعوی رسالت میں پیش آئیں وہ از قسم رائے یا تقلید نہ تہین بلکہ نزول وحی کا احساس اور مشاہدہ ملایک وغیرہ **امور حسیہ** تہے جنمین مغالطہ کی گنجایش نہین کیا ایسے حواس پر ہمکو اعتبار کرنا نچاہیے — نہین تو سب کاروبار عالم یکلخت بند ہو جاینگے اور ہم لوگ سوفسطائی بن جاینگے —

۱۲ افتمارونه على ما يرى

× × × × ×

۱۷ ما زاغ البصر وما طغى

۱۸ لقد رأى من آيات ربه الكبرى

ع ۲ ، نجم ۰۰۰ × × × × × × ×

عرب کی جہالت

۱۴ ا۔ اور اس امر پر بھی نظر نہیں ہوئی کہ جس قبیلے مین جناب رسول خدا نے نشو و نما پائی اور جس شہر مین عرصہ بعید اور زمان ممتد تک بود و باش کی اور جس عہد مین ظہور و خروج ہوا ان مین علوم عقلیہ و نقلیہ کا رواج نہ تہا معرفت الٰہی اور حقائق ربانی کا کچھہ ذکر تہا اور نہ وہ ملک حکما و علما کا مرجع و مسیر تہا بلکہ جہالت اور ضلالت اور رسوم قبیحہ اور عجیب قسم کے اوہام و وساوس انمین رائج تہی اور سب پر ظلمت جہالت چہائی ہوئی تہی اور خدا اور احکام و صفات الٰہی سے سب لوگ جاہل و ناواقف تہے اور محمد صلعم کے بعثت کے زمانہ اور اظہار رسالت کے وقت تک لکہنے پڑہنے اور تعلم و تلمذ مین مشغول نہین ہوے تہے اور نہ مشاہیر علما سے صحبت یا غیر ملکون مین جاکر

علوم و فنون کا رواج ہو سفر و سیاحت یا سیر و اقامت بھی نہین
کی۔ پس اس زمانے کی ایسی جہالت اور ظلمت اور
آنحضرت کی اُمیت اور پھر ایسی معرفت ذات و صفات و احکام الٰہی
اور ثبوت معارف ربانی اور دلائل بعث و نشر و براہین توحید
و تنزیہ باری تعالی مین مبلغ عظیم اور مرتبہ علیا اور غایۃ قصوی مین
پہونچ جانا کہ جمیع عقلا اوسمین متحیر اور عاجز ہو جائین اور جسکی ادنی
درجے پر بھی حکمت فلاسفہ اولین اور معرفت عقلاء آخرین نہ پہونچ سکے
اور ایسے اصول توحید اور تنزیہ کی باتین جنکو فلاسفہ فیلسوفان سابق
اور عقل عاقلان لاحق نہ پا سکے بہ کثرت و شدت بیان ہو جانا صریح
عقل انسانی اسکو باور کرتی ہے کہ ایسی باتین بلا تعلیم الٰہی
اور ہدایت ربانی اور بغیر وحی و تنزیل حاصل و میسر نہین ہو سکتین۔
۵۷ - اور مذکورہ اس زمانے کے حالات اور واقعات پر نظر کرنے سے
یقینی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے عالی مرتبہ اور بلند درجہ کے علوم
ربانی اور دقائق توحید اور حقائق تمجید و آداب حسنہ و مکارم
اخلاق و ضوابط ملت و حکم نافعہ و مصالح ضروریہ جسمین عرب کی قوم

ابھی اور جا بجی انکے حاصل کرلے مین بڑی ریاضتین اور دور دراز مدتین چاہیین اور چونکہ شخص واحد مین کمالات علمیہ اور عملیہ جیسے قرآن مین مجموع ہین جمع ہونا مستبعد ہے تو ضرور ہے کہ مختلف عالمون اور متعدد فاضلون اور حکیمون اور فیلسوفون سے اخذ و تحصیل کیا ہوگا اور برسون تک مشاہد خلق اور مجامع ناس مین تحصیل علوم و تحقیق معارف کے لیے آمد رفت اور تردد عظیم ہوا ہوگا اور اکثر آدمیون نے اس امر پر اطلاع پائی ہوگی اور تمام قوم اور دور و نزدیک کے بلاد و امصار اور یگانون اور بیگانون مین اس امر کا شہرہ عظیم ہوگیا ہوگا یا اگر ایک ہی شخص سے تحصیل کی ہوگی تو وہ خود بھی مستجمع جمیع کمالات اور عالم بکل المعلومات ہوگا اور تمام قوم مین اسکی عظمت اور شہرت ہوگی اور بچے اور عورتین بھی ایسے شخص کو جانتے ہونگے اور اسکے شاگرد بھی ضرور بتعداد کثیر ہونگے اور لازم ہے کہ اس تحصیل و تدبر مین صحبت سے لوگ آنحضرت کے شریک اور جلیس بھی ہونگے مگر آنحضرت کی نسبت انمین سے ایک بات بھی ثابت نہین ہے اور کسی قریش یا اور کسی اُس ملک یا غیر ملک کے دشمن نے کبھی ایسا طعن نہین کیا

کہ تمنے ہمین مین رہ کے تمام عمر فلان وبہان سے تحصیل علوم مین صرف
اور فنا کی اور اب ہمین سے کہتے ہو کہ مین نے لکھا پڑھا نہین یہ سب مجھ
مجھے وحی سے معلوم ہوگیا۔ اور ضرور تھا کہ جب محمد رسول خداؐ
اپنے دشمنون کے مقابلہ مین منکرون کی رد مین باعلاے صوت و
باعلان تمام علی رؤس الاشہاد وبرسر عام اپنی اُمّیت ظاہر کرتے
اور عدم تدبر و تعلم بیان کرتے تھے بلکہ اسکو اپنے مکاشفات اور
وحی کی دلیل حقیت گردانتے تھے (چنانچہ سورۂ عنکبوت مین فرمایا
ماکنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون)
پس اگر یہ امر واقعی نہوتا توسب کے سب انکے بطلان اور تکذیب مین
مستعد ہو جاتے اور تحصیل و تعلم کے پیچھے پڑ جاتے کیونکہ آنحضرتؐ کی
تکذیب مین وہ لوگ ہر طرح سے کوشش اور سعی کرتے تھے اور ہمیشہ
جھوٹھی طعن اور تشنیع کیا کرتے تھے۔ اور جبکہ کبھی ایسا نہین ہوا
(اور ایسا الزام انکی طرف سے منقول اور مسموع نہین ہوا اگر ایسا ہوتا
توالبتہ دشمنان دین ضرور اسکو بکثرت رائج و مشہور کرتے اور ابتک
یہ بات مشہور چلی آتی)۔ پس ثابت ہوا کہ کبھی قبل نبوت آنحضرتؐ نے

ایسے امور مین اشتغال اور ایسے علوم کا استحصال نہین کیا —

ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہے کہ مخالفین بھی محمدؐ کو صاحب فہم و فراست اور باریک بین اور دانا اور دنیوی کامون مین ماہر تسلیم کرتے ہین پس اگر یہ دعوی انکا کہ مین نے ان باتونکو کسی سے سیکھا نہین خلاف واقع اور جھوٹ ہوتا تو یہ جھوٹ سب لوگونکی نظر مین انکو جھوٹا ٹھہرا کے متنفر اور ذلیل کر دیتا اور کوئی شخص انکی تعلیمات پر متوجہ نہوتا اور ہر ایک شخص انسے نفرت کرنے لگتا اور یہ بات انکے غرض کی منافی ٹھہرتی کیونکہ انکا مطلب تو گروہ انام ور جمیع خلق کو اپنی طرف کھینچنا اور متوجہ کرنا تھا اور جب یہ لوگ ایسے صریح جھوٹ کی وجہ سے انسے بیزار ہو جاتے تو یہ امر انکے مطلوب کا بڑا مانع ہوتا اور کوئی عاقل اور دانا جو اپنی غرض و مقصود کے مصالح و مفاسد سمجھتا ہو ایسے فعل کا اقدام نکریگا جو اسکی غرض کے منافی اور مقصود کے مانع ہو — پس اس سے یہی ثابت ہے کہ یہ دعوی بھی جھوٹ نہ تھا —

ہر چند کہ ہمارے مخالف مسیحیون کا یہ شیوہ ہے کہ وہ صادقانہ

بدیہی باتون کا بھی انکار کر جاتے ہین کہ جس بحث کے متعلق یہ توہم
کرتے ہین کہ حضرت محمد امی تھے اور یونانی عبرانی نہین جانتے تھے
اور توریت اور انجیل نہین پڑھے تھے × مگر کہتے کیا ہین کہ آنحضرت
ابو طالب کے ساتھ اور کئی بار خود بھی ولایت شام کو گئے * اور
یمن کا بھی سفر کیا + یہودیون اور عیسائیون سے عموماً بات چیت
کر کے انکی کتابون کے مضامین سے آگہی حاصل کی ۱۱ اور ورقہ خدیجہ
اور سرجیس راہب سلمان فارسی اور چند عیسائی غلامون سے
مدد پائی ‡ اور عیسوی مذہب سے استفاضہ و استمطار کیا #
چنانچہ مسیحیون نے ان شکوک و شبہات کے اثبات بے ثبات مین
بڑی جد و جہد کی ہے اور مین نے اس بحث کو رسالہ اعجاز قرآن
مؤلفہ پروفیسر رامچندر مسیحی پر اپنی حاشیہ لکھنے کے لیے مخصوص
ا

× میزان الحق ب ب —
* ایضاً ب —
+ ڈاکٹر ویل کی سیرت محمدی —
۱۱ میزان پادری فنڈر صاحب
‡ دسینگلہن ارونگ ڈاکٹر اسپرنگر — پروفیسر رامچندر ریورنڈ راڈویل —
# دسینگلہن ارونگ ب ب —

مخصوص کیا ہے مگر یہان بھی مناسب مقام سے چند امور ذکر کرتے ہین

اولاً سفر و سیاحت اور آمد و رفت مین ایسے فضل والے

مضامین قرآنی اور حقائق ربانی کا اخذ اور حاصل کرنا وہی بحث

ہے جسکا ابطال بصراحت عقل پہلے کیا گیا کہ اسطرح پر اخذ و تحصیل

مشہور اور لسان قوم پر مذکور رہو جاتے اور جن علماے اہل کتاب

کے ساتھہ آنحضرت کو لوگون نے نشست برخاست و آمد و رفت و

بحث و تفتیش کرتے اکثر اوقات دیکھا ہوگا وہ لوگ ضرور اسکا اظہار

کرتے بلکہ وہی اہل کتاب خود اسکا الزام دیتے حالانکہ ایسا ماجرا

کہین منقول نہین اگر واقع ہوا ہوتا تو ضرور منقول ہوتا کیونکہ ایسے

امور کی نقل و حکایت پر عامۂ ناس عادی ہین اور اسی کے

امثال ور بانین منقول و مروی ہوتی آئین

ثانیاً ولایت شام کو کئی بار جانا محض جھوٹ ہے۔ شام کے

مختصر اور عجلت کے دو سفر اہل سیر نے ذکر کیے ہین اور یہہ تو دو ہی

سفر کہ انمین سے پہلا تو ۱۳ برس کی عمر مین ہوا۔ اور دوسرے

مین کاروبار تجارت کے مقتضی سے بجز فراغت جلدی ہی

واپس آنا پڑا تھا (دیکھو اڈوارڈ گبن کی تاریخ روم (ت ۵ب) یقیناً اس لائق نہین ہو سکتے کہ اہل مکہ مین ایسے علوم الٰہی اور تزکیہ و تہذیب دین اور اصلاح مذہب کے لئے کافی ہون ۔ اور اگر اس قسم کی تلاش اور تفتیش کا قصد بھی کیا گیا ہوگا تو سریانی زبان کی عدم واقفیت ضرور اسکی مانع ہوئی ہوگی (دیکھو اڈوارڈ گبن مقام مذکور)

ثالثاً یمن کا سفر قطعاً غیر صحیح ہے آنریبل ولیم میور صاحب کتاب سیرت محمد کی جلد اول صر ۳ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر ویل نے لکھا ہے کہ ۱۶ برس محمد اپنے چچا زبیر کے ساتھ تجارت کی تقریب سے یمن کو گئے (۹۷ ڈاکٹر اسپرنگر صفحہ ۷۹ حاشیہ مین لکھتا ہے کہ اس بیان کی عمدہ سند نہین ہے - اور مجھے تو اسکی کوئی بھی اصلی سند نہین ملتی ۱۲ فقط

رابعاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی نسبت خصوصاً پروفیسر ... نے بکرات و مرات تاریخ طبری کے حوالہ پر یہ بیان کیا ہے کہ انہون نے توریت و انجیل پڑھی تھی چنانچہ ۳۶ و ۲۱۱ صفحہ

مین لکہا ہی کہ وہ تاریخ طبری کا ترجمہ فارسی بلعامی سے لیا ہی
اور اس ترجمہ مین نسبت حضرت خدیجہ کی یہہ لکہا ہے ۔
خدیجہ کتابہاے پیشین خواندہ بود وخبرہاے پیغمبران دانستہ" فقط
اور اس پر عجب عجب تفریع کی ہی اور نتیجہ نکالا ہی کہ خدیجہ کو
دین عیسوی کیطرف میلان تہا (صر ۲۲۰) مگر اس پروفیسر کے
یہہ سب نتایج اور استدلال بے اصل اور پا در ہوا ہین کیونکہ
اک عمدہ محقق کی شہادت سی یہہ بات ثابت ہی کہ تاریخ طبری
مین یہہ مضمون نہین ہی - اور یہہ امر پروفیسر رامچندر کو خوب
معلوم تہا — عمدۃ العلما آنریبل سر ولیم میور کتاب سیرت محمدی
کے ج ۲ صر ۶۲ کے حاشیہ مین لکہتی ہین کہ ڈاکٹر اسپرنگر
کا یہہ قول ہی صر ۱۰۰ کہ طبری سی معلوم ہوتا ہی کہ جب محمد صلعم نے
ابتداء نبوت شروع کی تو اونکی زوجہ خدیجہ نی کتب مقدسہ
پڑہی نہین اور حالات انبیا سی واقف نہین - لیکن یہہ مضمون
طبری کے فارسی ترجمہ سے ہے لیکن اصل عربی کے نسخہ مین
نہین ہے اور وہ الفاظ یہہ ہین کہ — خدیجہ بکتابہاء پیشین

خوانده بود و خبرهای پیغمبران دانسته » انتهی - پس افسوس ہے
رامچندر کی عمیت اور عصبیت پر

علاوہ ازین حضرت خدیجہ کا عبرانی یونانی لاطینی وغیرہ زبانین جاننا ثابت نہین اور بغیران زبانون کی مہارت کے کتب عہد عتیق وجدید کے ترجمہ سبعین و ولگیٹ وغیرہ کی درست ممکن نہ تھی — اوران کتابون کے عربی ترجمہ اُسوقت مین نہین ہوئے تھے — اک عربی ترجمہ کتب عہد عتیق کا جسکا کچھہ حال معلوم ہو وہ ہے جسے ربّی سعد یاس جعون نے نوین صدی عیسوی مین کیا تھا اور عہد جدید کی عربی ترجمے بشپ والٹن اور میکایلس وغیرہ محققون کی رائے مین ساتوین اور گیارہوین صدی کے ہین — فضل العلما قسیس ڈڈل صاحب لکھتے ہین (مقدمہ ترجمہ قرآن صر لعہ) کہ "محمد صلعم کے زمانہ کے پیشتر عہد عتیق وجدید کے عربی ترجمون کے وجود کا کچھہ نشان نہین ہے " فقط

خامساً ورقہ ابن نوفل کا کتب یہود و نصاریٰ کو

[illegible]

عربی مین ترجمہ کرنا × یا اُسکا جناب رسولخدا ص کو تعلیم دینا محض
بے اصل اور صریح افترا ہے - اگر ایسا ہوتا تو جناب رسول خدا ص
کا تلمذ اور مصاحبت ورقہ سے ضرور مشہور اور سب کی زبان
پہ مذکور ہو جاتا اور اگر ورقہ ایسے بڑے فضل و تحقیق کا آدمی
تھا تو وہ بھی مشہور فے الآفاق اور اہل شہر و بادیہ مین سبکا
مشار الیہ بالاصابع ہوگا اور البتہ اُسکی صحبت اور ملازمت سے
اور لوگ بھی مستفید او مستفیض ہوئے ہونگے حالانکہ ایام
عرب مین ایسی باتین مذکور نہین - علاوہ ازین ورقہ تو قبل
دعوت مرچکا تھا × اور مضامین قرآنی جو اکثر فی البدیہہ حسب ضرورت
موقع و مناسبت مقام ہوتی تھے اونمین ورقہ کی شرکت
یا تعلیم کسی طرح ممکن ہی نہین -- اور اُسکا انجیل کو عربی مین
ترجمہ کرنا بھی قطعی اور سندی نہین بعض روایات کا یہہ فقرہ
فکتب من الانجیل بالعبرانی ما شاء الله ان یکتب خلاف مقصود ہے
اور کیفیت کان اسکی دلالت ترجمہ پر نہین بلکہ نقل و کتابت
پر ہے چنانچہ ڈاکٹر اسپرنگر نے سیرت محمدی کے حاشیہ

صن۴ مین بوجہہ کافی ثابت کیا ہی کہ اس فقرہ کی دلالت
صرف کتابت پر ہے نہ کہ ترجمہ پر" (ولیم میور صاحب ص۱۵ ج۲)

سادسًا سرجیس راہب مسیحی کی نسبت جو مخالفین یہہ سنتے ہین کہ اوسنے آنحضرتؐ مین آثار نبوت کا اقرار کیا اور اونکی رسالت الٰہیہ کی خبر دی تو اسکی عداوت اور تعصب سے بدگمانیان کرتے ہین کہ آنحضرت نے اس سے عیسائیون کے عقائد وغیرہ کے حالات کا علم حاصل کیا۔ مگر یہ ظاہر ہی کہ اس عرصئہ قلیل بلکہ اقل کی ملاقات قرآن کے مطالب متوافرہ و مضامین کثیرہ کی تعلیم اور تحصیل کے لئی نہایت ہی غیر کافی تھی علاوہ ازین اس سیر وگشت مین دین عیسوی کی کچھہ باتین معلوم ہوئین تو وہی باتین ہونگی جنکی تردید کیگئی اور اُنسے اونکی عقائد کی بطالت اور ضلالت ظاہر کی — اور ایسی راہبون کے اعتقادات وتعلیمات سب کفر وضلالت سے بھرے ہوئی تھی
مگر ڈاکٹر اسپرنگر نے بحیرا کی ایک ہی ملاقات پہ بدگمانی کرنیسے بس نہین کی بلکہ اس بارہ مین وہ اپنا اور احزاب

و ہمثال سے سبقت کرکے یہہ گمان کرتا ہے کہ ابوطالب نے
آنحضرتؐ کو بحیرا کے ساتہہ ملک بہیجا تہا (صہ ۷۷) اور واقدی
کے اس فقرہ سے - ردّہ ابوطالب معہ - اسکا استدلال
اک بڑی غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ اس جملہ کی صاف اور صریح
یہہ دلالت ہے کہ ابوطالب اونکو اپنے ساتہہ لے آئے -
اور بیشک یہی واقدی کی مراد ہے - پس ڈاکٹر اسپرنگر
کی اتنی بڑی شہرت اور تحقیق کی یہہ ادنی مثال ہے
ذالک مبلغہم من العلم اور سرجیس راہب جسکا نام سعید
اور لقب بحیرا تہا (ابو الحسن البکری کی تاریخ) یا وہی بحیرا جسکا نام
مسیحیونکے یہاں سرجیس ہے (تاریخ مسعودی) × کبہی اسنے
زمین عرب مین قدم نہین رکہا اور کسی تذکرہ اور تاریخ مین
مذکور نہین کہ وہ دمشق مین اپنا صومعہ چہوڑکے عرب مین
آیا ہو - چنانچہ جارج سیل مترجم قرآن نے اسکی تصدیق کی ہے
سابعًا سلمان فارسی جسکے نام کو ڈاکٹر پرائیڈیاکس +
نے بی تمیزی سے عبداللہ بن سلام کی نام کی ساتہہ تخلیط

+ [illegible]

× [illegible]

سلمان

اور گگنیر نے حاشیہ الفدا پر اسکی تغلیط کی ہے
اسکی صحبت جناب رسول خدا سے بہت کم اور وہ بھی آخر زمانہ
مین رہی ہے یعنی سلمان فارسی کا عرب مین آنا اور مسلمان ہونا
ہجرت کے بعد واقع ہوا ہے ۔ قسیس ڈاکٹر راڈول سے
تعجب اور نہایت تعجب ہے کہ وہ حکایات بہشت و دوزخ کو
سلمان فارسی کی تلقین بتلاتا ہے (ص ۱۵) اس شبہہ پر
رد وہ بیان ژندا وستا کی مماثل ہے حالانکہ کئی اک سورۂ مکیہ
مین جو سلمان فارسی کے آنے اور مسلمان ہونیکے پیشتر اور
مقدم کہین انمین یہہ کیفیت مذکور ہے مثلاً سورہ قیامہ ۔
الرحمان ص صافات اعراف ۔ اور یہہ سورتین قطع نظر
از تفاسیر اسلامیہ و عنوانات نسخ قرآنیہ و فہارس علمائے مسیحیہ

+ الفاضل الشہیر ہمفری پرایڈ یاکس معلم الہیات (ڈین آف نارویچ) نے
اپنی کتاب سیرت محمدیہ مین اس سلمان فارسی کو عبداللہ ابن سلام یہودی عالم
سے غلوطا کر دیا ہے (اور اسکا نام عبری کے طرز تحریر پر عبدیا بن سلان یا جسے
لوگ عبداللہ سلمن کہتے ہین ۔ اور جسے مورخین مسیحی محمد کے اختلاق یا
نغز یلی قرآن مین مدد دینے کا الزام لگاتے ہین) " واشنگٹن اروِنگ سیرت محمدی صفحہ ۸۲

(مثل آنریبل سر ولیم میور-۲ ج ۲ جدول ترتیب سور ص ۲۰۳)
خود ریورنیڈ راڈویل کی ترتیب سے جو برعایت تنزیل مرتب
ہوئی ہین مکی سورتین ہین

ثامنًا- ایسا ہی بے ثبات وہ شبہ ہی کہ مکی کے
چند غلامون سے جو عیسائی ملکون سے غلامی کے طریق پر
آئے تہے کتب مقدسہ کے بعض قصص وحکایات سنائے
مگر یہہ بات قابل توجہ ہے کہ یہہ عبید تو لڑکپن ہی مین اپنے
گہرون سی بسبیل غلامی عرب مین پکڑلائے گئے تہے
پس ان لڑکون کو مضامین کتب مقدسہ طفولیت مین کب حاصل
ہوئے ہونگے اور جو کچہہ گہر مین سنا سنایا ہوگا وہ بہی مدت گذرنی
پر بہول بہال گئے ہونگے اور نہ مکے مین اونکو اپنے آبا کے قصص
عقائد کے تذکرہ وتکرار کا سامان ومواد مہیا تہا پس ان جاہل
غلامون کو دیکہے اور قرآن کے مضامین عالیہ ومطالب بلیغه
از قسم دلائل وجود باریتعالی وبراہین توحید وبطلان شرکت
وملامت بت پرستی وثبوت بعث ونشر ومعارف الٰہی وصفات

اوتعالی اوسکے عالی مرتبہ کی فصاحت اور غایت درجہ کی
بلاغت کو خیال کیجئے

تاسعًا

دین مسیحی سے استفاضہ کرنا بھی اک
باطل اور رکیک سند ہی کیونکہ اوس زمانہ کی مسیحیت بھی
عرب کی بُت پرستی اور دیگر ادیان باطلہ سے کم نہ تھی
واسنگطن ارونگ نے اس اعتراض کو اسطرح پر بیان کیا ہے
کہ "اونہون نے (یعنی محمد صلعم) مسیحیت کے ابحار حیات سے استفاضہ
کیا تھا اور اگرچہ انکا انجذاب انکی ذاتی صفائی مین نہو سکا تو بھی یہ
ممکن تھا کیونکہ اونہون نے ناقص چشمون سے استفاضہ کیا تھا
اور ایسی نہرون سے استسقا کیا جنہین اونہین لوگون نے
جو انکی حفاظت کرتی خراب کر رکھا تھا جو مذہب بتک اونہون نے سکھلایا
وہ عرب کے بعض جہوٹے مسیحیون کے مذہب سی بہت
اچھا تہا ... الخ پس جبکہ معترض کو مذہب مستفادمنہ کی خرابی
کا خود ہی اقرار تو وہ طعن محض بیکار اور صرف اسقدر امر حق ہے
بلکہ اس سے زیادہ اس زمانہ کے تمام مسیحی فرقہ عرب کے

عقائد باطلہ مین عرب کے بت پرستون سے ہمدوش تھے

مؤرخ اڈوارڈ گبن اپنی تاریخ کے ن ۵ مین لکھتا ہے

" ساتوین صدی کے عیسائی تو بلاشعور بت پرستون کے

مذہب کی مشابہت پر عود کر گئے تھے - انکی جلوت او رخلوت

کی نذر نیاز سب ان اموات بزرگان دین اور تماثیل کو ہوتی ہین

جو ممالک شرقیہ کی معبودون کی توہین تھے - اس قادر مطلق

کے تخت پر شہیدون پیرون اور فرشتون کے ابر کی ظلمت

چہا رہی تھی اور یہی چیزین سب کی مایہ عبادت تھین

فرقہ کولرینڈین جو عرب کی ثمر ور زمین مین سرسبز ہوا تھا مریم

البتول کو آلہتہ (دیوی) کے نام اور صفات دیتا تہا الخ

علاوہ ازین اصل اصول عقائد مسیحیہ یعنی تثلیث ذات الہی

اور مسیح کی الوہیت اور کفارہ جو جملہ انبیاء سابقین کے تعلیمات

اور مکاشفات کے خلاف اور مسیح کے احکام کے برعکس تھا

اس مذہب کے ابطال اور تردید اور اسمین اصلاح اور تہذیب

کرنیکے لیئے کافی تہا نہ یہہ کہ اس مذہب سے کچہہ استفادہ کیا گیا ہو

بلکہ عموماً وصریحاً آپنے اسکو اضلّ ضلالات بعیدہ قرار دیا۔

عاشرا ۔ ہم اک اور عمدہ دلیل بیان کرتے ہین جسکی قطعیّت دلالت بہر طور لائق قبول ارباب عقول ہے کہ مضامین قرآنیہ کے اسلوب اور تنظیم اور نحوی وبہ ترتیب سے صاف ظاہر ہے کہ اسمین اول سے آخر تک اسکے مقاصد اور مآرب مین باہم توفیق اور منطوق ومفہوم مین باہم تطبیق ہے ذکر جلائل ونعوت الٰہیہ وبیان فضائل ومحامد ربّانیہ باہم متلائم ۔ اور براہین اثبات توحید وابطال عبادت اوثان باہم متماثل ۔ اور ذکر وعد ووعید وانذار وتبشیر باہم متشاکل اور حقائق ومعارف ربّانی اور مکارم اخلاق ونظام امور ومصالح عباد واحکام معاشرت باہم متماثل ۔ اور اسکے موضوع و منشاء تمام ایسے باہم متقارب ہین کہ ایک ہی صاحب رای صائب دیکھنہ کار با وقار وسلیم القلب وغیر متزلزل کے رشحات قلم ونتائج فہم معلوم ہوتی ہین ۔ حالانکہ ضروریات بدیہیہ وعقلی ثابت ہے کہ جس امر کی ترکیب مین اشخاص متعدد وجوہ متکثرہ

تو اصحاب آرار متنوعہ وارباب طبائع مختلفہ شریک وسہیم
ہوتے تگے۔ انکے منشئات ومناظرو آرار ومدارک مین ضرور
تخالف وتناقض ہوسگا۔ اور ہمین وحدت خیالات اور یگانگت
مشارنہ پائی جاوے گی۔

پس اس دلیل متین وحجت مبین سے صاف ظاہر ہے
کہ نظیم قرآن مین کسی کی شرکت نہین ہوسکتی اور شبہ منکرین
وطعن مبطلین محض سخیف اور بالکل ضعیف ہے۔
افضل العلما جی ایم راڈول سے بااینہمہ کج مج بیانی امور مذکورہ
کی تصدیق کی ہے حیث قال۔ " آیات قرآنی مین ایسی
وحدت خیال اور استقامت وسادگی مطلب وطرز خاص اور
اذزو کی زبان اور توافق محاورات (جسمین اک خاص نقص قوۂ
متخیلہ بھی ہمردیف ہے) سے نہے جسنے ثابت ہوتا ہی کہ آیات
قرآنی قلم واحد کے رشحات ہین "۔

فتلک عشرۃ کاملہ

(۱۵) آخر کتاب مین ع ـ د ـ نے ایک فصل
خصائص نبوی مین لکھی ـ خصائص کا ذکر سیرت کی کتابون
مین غیر منضبط طریق سے ہوتا ہی وجہ اسکی یہہ ہی کہ خصائص کا
شمار یا استقراء داخل عقائد ایمانیہ نہین اور نہ کسی مقام پر
قرآن شریف مین کہین انکو جمع کیا اور نہ کسی حدیث نبوی مین
اسکا استیعاب ہوا ـ مگر روایتون کے جمع کرنے والون نے
اقوال صحابہ و تابعین مین جو اس قسم کی خبرین پائین جن مین
کسی خاص فعل یا ترک کی تخصیص پر اشارہ پایا گیا اسکو
اصل راوی کی رائے یا روایت کی مفہوم سے اک خاصہ
سمجھہ لیا اور جب روایتون کی تبویب کرنے لگے تو حسب قاعدہ
روایات وارده فی الباب کو اکجا جمع کیا اور وہ فصل خصائص
مین شمار کی گئی ـ الا ظاہر ہی کہ اُن خصائص عدیدہ و شہیرہ
مین سے اکثر غیر قطعی اور محض ظنّی ہین دو وجہ سی اول تو
ضابطہ روایت کی حیثیت سے کہ وہ خبار احاد ہین
دوسرے انکا مضمون صاحب وحی کا منطوق نہین ہے

بلکہ راویون کا مظنون ہے حاضرین جلسہ اور شاہدین
ماجرا نے جناب نبوی کے کسی فعل یا ترک کی نسبت اپنی فہم
کے موافق اک وقت خاص مین اسکو خصائص مین سے
سمجھا اور ایسا سمجھنا اُنکا ظن اور گمان تھا - بالجملہ خصائص
کے باب مین بجز دو چار باتون کے اور کوئی قطعی اور یقینی
نہین بلکہ بعض ایسے خصائص جنکو مخاطب نے بیان کیا
مثلاً ۱۸ و ۲۶ و ۲۸ اور ۳۱ موضوع و مفتری ہین اور
بداہت عقل انسانی انکے بطلان پر شہادت دیتی ہے اور ۱۶ و
۲۹ و ۳۰ کو بے موقع طور سے بیان کر کے بظاہر طعن آمیز
اور معیوب ظاہر کیا ہے -- اور باقی خصائص از قسم عادات
بشریہ و امور طبعیہ و انتظام کی ہین اونکو بعثت نبوت سے کچھ واسطہ نہین

یہہ بھی خیال رہے کہ ناخدا ترس اور خائن مورخ کی منقولات پر
کسی طرح ذرہ بھی اعتماد نہین ہوسکتا اور دیکھیے خیانت خصائص کے
باب مین ظاہر ہی کہ اُسنے بعض ان خصائص کو جو نفی اور حرمت کی صورت مین ہین
اثبات اور ایجاب کی صورت مین بیان کیا ہی جیسے ۲ تخصیص تحریم بالتخلی